امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 34 مورخہ ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۱؍اگست ۲۰۲۰ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- مولانا محمد متین الحق اسامہؒ
- دین کی بنیادی باتیں (تبصرہ کتاب)
- تاریخ اسلام کی چند جھلکیاں
- تبلیغی جماعت کو عدالتی انصاف
- جمہوریت اور آئینی اداروں کے......
- کووڈ۔۱۹ اور اساتذہ کے شب وروز
- محنت کش بچپن کی مشکلیں
- اخبار جہاں، طب وصحت، ہفتہ رفتہ
- ملی سرگرمیاں

بین السطور

نئی تعلیمی پالیسی۔ بحث ونظر کے چند گوشے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مرکزی کابینہ نے کستوری رنگن کی قیادت والی نئی قومی تعلیمی پالیسی کے مسودہ کو ۲۹؍جولائی ۲۰۲۰ء کو منظور کرلیا ہے، اس پالیسی میں حق تعلیمی ایکٹ ۲۰۰۹ء میں توسیع کرکے اسے سولہ سال سے اٹھارہ سال کردیا گیا ہے، فارن یونیورسٹی کا قیام، نصاب میں ۳۰؍فیصد کی تخفیف، اساتذہ کی ٹریننگ پر توجہ، پی ایچ ڈی کورس میں براہ راست داخلہ کی تجویز کو بہت سارے ماہرین تعلیم نے مناسب قرار دیا ہے، اسی طرح تدریسی اساتذہ سے غیر تدریسی کاموں کے بوجھ کو کم بلکہ الیکشن کے علاوہ ختم کرنے کی تجویز بھی قابل ستائش ہے، مادری زبان/ خانگی زبان/ علاقائی زبان کو ذریعۂ تدریس قرار دینا بھی بہتر قدم ہے۔

اس تعلیمی پالیسی کا نفاذ فوری طور پر نہیں بلکہ طویل منصوبہ بندی کے ساتھ ۲۰۳۰ء تک ہوگا، یعنی ۱۰؍سال اس کے نفاذ میں لگیں گے، تب تک بہت کچھ بدل چکا ہوگا، اور ایک نئی تعلیمی پالیسی کی ضرورت محسوس کی جانے لگے گی۔ یوں بھی یہ پالیسی ۲۰۳۵ تک کے لیے ہی بنائی گئی ہے۔

جن امور پر لوگوں کو اعتراض ہے وہ یہ ہے کہ اس پالیسی میں اقلیتوں کی تعلیمی ترقی کے لیے کچھ نہیں کہا گیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا طریقۂ کار (میکانزم) تیار کیا گیا ہے جس سے تعلیم کے میدان میں پس ماندہ اقلیتی قبائل، ذات اور مذہب کے لوگوں کو اوپر اٹھانے میں مدد مل سکے۔ مدارس، مکاتب، گروکل اور پاٹھ شالے کو اس پالیسی میں کوئی جگہ نہیں دی گئی ہے، دیو مالائی قصے کہانیوں کو نصاب کا جز بنانے پر زور دیا گیا ہے، جیسے یہ کوئی عوامی جمہوری ملک نہ ہوکر خاص مذہب کا ملک ہو، پالیسی میں مختلف مذاہب کے اعلیٰ اخلاقی اقدار اور تاریخی ورثہ کو نظر انداز کرکے صرف ایک مذہب کی بالادستی پر زور صرف کیا گیا ہے جس سے اندیشہ ہوتا ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی ملک کو کسی خاص رخ پر گامزن کرنے کے لیے ہی تیار کی گئی ہے، وزیر اعظم نریندر مودی نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی میں ملک کے اہداف کو دھیان میں رکھنا ضروری ہے تاکہ مستقبل کے لئے نئی نسل کو تیار کیا جاسکے، انہوں نے کہا کہ یہ صرف ایک سرکلر نہیں بلکہ ایک مہا یگیہ ہے، جو ایک نئے ملک کی بنیاد رکھے گا، وہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور وزارت تعلیم کے اشتراک سے منعقد نئی قومی تعلیمی پالیسی کے تحت ہائر ایجوکیشن میں ہونے والی تبدیلیوں پر قومی کانفرنس میں خطاب فرما رہے تھے، دنیا جانتی ہے کہ بی جے پی اور راشٹریہ سیوک سنگھ کا ہدف کیا ہے اور وہ کن خطوط پر نسلوں کی ذہن سازی اور نئے ملک کی بنیاد رکھنا چاہتی ہے، اسی تقریر میں وزیر اعظم کا یہ جملہ بھی بڑا معنی خیز ہے کہ اب تک تعلیمی پالیسی وہاٹ ٹو تھنک (What to think) یعنی سوچنا کیا ہے کہ ساتھ آگے بڑھ رہی تھی، لیکن اب ہم لوگوں کو (How to think) کیسے سوچنا ہے پر زور دینا ہے، وزیر اعظم کی اتنی وضاحت کے بعد اس تعلیمی پالیسی کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس پالیسی کے تعارف میں ہی یہ بات کہہ دی گئی ہے کہ ہندوستان کی قدیم اور سناتنی علوم وافکار اور خوش حال روایت کی روشنی میں یہ پالیسی تیار کی گئی ہے، یہی وجہ ہے کہ مختلف موقعوں سے جو تجاویز ملی، تنظیمی اور تعلیمی اداروں نے سرکار کو پیش کیا تھا اس کی جگہ ردی کی ٹوکری ہی قرار پائی، اس تعلیمی پالیسی کو دیکھنے سے ایسا نہیں لگتا کہ جو تجاویز پیش کی گئی تھیں اسے کمیٹی کے لوگوں نے پڑھنے کی بھی زحمت گوارہ کی ہو۔

پالیسی میں راشٹر واد اور بھارتیہ جیسے الفاظ بار بار استعمال کیے گیے ہیں، اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ سارے نصابی کتابوں میں قومی اور بھارتیہ مواد آنا چاہیے، ان دونوں لفظ سے کس کو اختلاف ہوسکتا ہے لیکن یہاں یہ واضح ہونا چاہیے کہ اس کا مفہوم کیا ہے؟ کیا اس کا مطلب ہے کہ ہندوستان میں مسلم عہد حکمرانی کے واقعات نصاب سے نکال کر ان واقعات ومعاملات کو آگے بڑھایا جائے گا جس سے ہندتوا کی برتری کا تصور لوگوں میں پیدا ہو، اس کے لیے الفاظ بڑے خوش کن مشن نالندہ، مشن تکشلا، بھارتیہ سنسکرتی وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے اور اجمال سے کام لیا گیا ہے تاکہ اس کے خطوط کار اور روپ ریکھا کی تعیین بعد میں حسب منشا کی جاسکے۔

اس پالیسی کے تحت مرکزی فروغ وسائل انسانی کا نام بدل کر وزارت تعلیم رکھا گیا ہے، اس سے تعلیم پر توجہ مرکوز ہوگی اور تعلیم کا سارا نظام بشمول اساتذہ کی تقرری مرکزی حکومت کے پاس رہے گا اور ریاستوں کو مرکزی حکومت کے ذریعہ بنائے گیے قواعد وضوابط پر ہی چلنا ہوگا، پہلے یہ شعبہ مرکز اور ریاست دونوں کے پاس تھا، ریاستی حکومتیں اپنا الگ تعلیمی نصاب چلاتی تھیں اور مرکزی حکومت کا نصاب الگ تھا لیکن ایسا کرنے سے مرکزی حکومت کا ہدف متاثر ہوسکتا ہے اس لیے پالیسی کے مضبوط طور پر نافذ کرنے کی شکل یہی ہے کہ اسے مرکز پر منحصر رکھا جائے،

اس پالیسی میں لبرل تعلیم کی بات بھی کی گئی ہے، لیکن لبرل تعلیم کی تشریح نہیں کی گئی ہے، شاید اس کا مقصد آئینی اقدار کا فروغ اور مروجہ غیر لچک دار حد بندیوں کا خاتمہ ہے، سائنس، ٹکنالوجی، سماجی علوم، آرٹس اور انسانیت جیسے موضوعات پر معیاری تحقیق کے لیے ایک قومی تحقیقی فاؤنڈیشن کے قیام کی بات بھی نئی تعلیمی پالیسی میں مذکور ہے اس کے لیے مرکزی حکومت سالانہ گرانٹ دیا کرے گی، نئی تعلیمی پالیسی میں زبان، ادب، آرٹس، کھیل کود اور میوزک کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے، پالیسی میں ویدانت کی تعلیم وتدریس، گیتا، سوریہ نمسکار، یوگا اور وندنا پر زور دیا گیا ہے، اس لیے اسکولوں میں پڑھنے والے مسلم طلبہ کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا اور ان کے لیے ایسے تعلیمی اداروں میں تعلیم کا حصول مشکل ہی نہیں ناممکن ہوگا۔

نئی تعلیمی پالیسی میں یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ چھ سے آٹھ کلاس کے طلبہ کارپینٹری، پینٹنگ، باغبانی اور ظروف سازی جیسے کام کو سیکھیں گے، کاغذ پر یہ تجویز بہت بھلی معلوم ہوتی ہے، لیکن عملاً متوسط درجے کے خاندانوں میں یہ مقبول نہیں ہوگا، کیوں کہ ہمارے عہد میں لوگ ہاتھ سے زیادہ دماغ کے کام کو ترجیح دیتے ہیں، کاشت کار، درزی، کمہار، رکشہ پولر وغیرہ کا بچہ بھی چاہتا ہے کہ وہ پڑھ لکھ کر کم از کم کلرک بنے، اس کی دلچسپی کھیت کھلیان، سلائی مشین، کمہار کے چاک اور رکشہ سے زیادہ قلم پکڑنے سے ہے، وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ دستی ہنر ہمارے اوپر غیر ملکی دروازے نہیں کھول سکتے، کھلیں گے بھی تو ہمیں غربت وافلاس کے سبب کسانوں کی طرح خودکشی ہی کرنی ہوگی۔

نئی تعلیمی پالیسی میں پانچویں درجہ سے اوپر سہ لسانی فارمولہ نافذ کرنے کی بات بھی موجود ہے، یہ تین زبانیں کون سی ہوں گی ہمیں بھرم میں نہیں رہنا چاہیے؛ اس لیے کہ ہندی راشٹر بھاشا ہے، انگریزی بین الاقوامی رابطہ کی زبان ہے اور سنسکرت کو نصاب کا لازمی جز بنایا جارہا ہے، تین زبانیں مکمل ہوگئیں، رہ گئی اردو تو اس کے لیے موجودہ پالیسی میں کوئی موقع نظر نہیں آتا، پانچویں درجہ تک بھی مادری زبان میں جو تعلیم دینے کی بات کہی گئی ہے، وہ صرف سرکاری اسکولوں کے لیے ہے، رہ گیے پرائیوٹ اسکول جن میں ساٹھ سے ستر فی صد بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں، ان کے بارے میں یہ پالیسی خاموش ہے، مطلب یہ ہے کہ انہیں من مانی کی پوری اجازت ہوگی، اور وہ مادری زبان میں تعلیم دینے کے پابند نہیں ہوں گے۔

اعلیٰ تعلیم کے بارے میں کالجوں میں چار سالہ ڈگری کورس کی بات کہی گئی اور پیشہ وارانہ تعلیم یعنی بی ایڈ کے لیے بھی چار سال مختص کیے گیے ہیں، البتہ یہ سہولت بھی دی گئی ہے کہ اگر کوئی طالب علم ایک سال کے بعد ہی تعلیم چھوڑ دیتا ہے تو اسے کورس کی سند دی جائے گی، دو سال ڈپلوما کے لیے ہوگا اور تین سال کی تعلیم جنہوں نے مکمل کرلی وہ گریجویٹ کہلائیں گے، ریسرچ کے معیار کو بلند کرنے کے لیے بھی اس پالیسی میں توجہ دی گئی ہے اور ریسرچ فنڈنگ یعنی آر اف اے کی تجویز رکھی گئی ہے، ایک کمیشن ہائر ایجوکیشن کے لیے قائم ہوگا، جو یو جی سی، این سی ای ٹی اور اے ای سی ٹی کے ملبے پر کھڑا ہوگا، غیر ملکی تعلیمی اداروں کے قیام اور کالجوں کے خود مختار بنائے جانے سے تعلیمی میدان میں افراتفری مچے گی، ان کو سرٹیفکٹ دینے کا جو اختیار دیا گیا ہے وہ بھی مفید اور سود مند نہیں ہے، کیوں کہ یکسانیت کا فقدان ہوگا اور مقابلاتی دوڑ میں غلط صحیح طور پر کام آگے بڑھنے لگے گا۔

نئی تعلیمی پالیسی میں مالیات کی فراہمی کے لیے جی ڈی پی کے صرف چھ فی صد خرچ کرنے کی بات کہی گئی ہے، اس سلسلے میں واضح طور پر مرکز اور ریاست کی ذمہ داری طے ہونی چاہیے تھی، ایسا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اب تک تعلیمی بجٹ کا نوے فی صد تدریسی، غیر تدریسی عملہ کی تنخواہ اور پنشن پر خرچ ہوتا رہا ہے، دس سے بارہ فی صد رقم ہی تعلیمی ترقی، تحقیق اور بنیادی ڈھانچے کے فروغ کے لیے بچ جاتی ہے جو ناکافی ہے۔

اب تک روایت یہ رہی ہے کہ تعلیمی پالیسی پر دونوں ایوان میں بحث ہوتی ہے، پھر اس بحث کی روشنی میں ترمیم کے بعد ہی اسے نافذ العمل سمجھا جاتا ہے، حکومت کو چاہیے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے صرف کابینہ سے منظور کرانے کو کافی نہ سمجھے، جب بھی ایوان کی کاروائی شروع ہو تو اسے بحث کے لیے ارکان کے سامنے رکھے تاکہ اس پر کھل کر بحث ہو سکے؛ کیوں کہ اس سلسلے میں تھوڑی سی کوتاہی ہندوستانی اقوام اور ملک کے لیے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگی۔

اچھی باتیں

”حاسد وہ بدنصیب شخص ہے جو دنیا میں بھی جلتا ہے اور آخرت میں بھی جلے گا، حسد کروگے تو کچھ نہ پاؤگے، شکر کروگے تو گن نہیں پاؤگے ☆ خوب کماؤ؛ لیکن اتنی دولت اکٹھی مت کرو کہ ذرا سی طبیعت خراب ہو تو بچے ڈاکٹر کے بجائے وکیل کو بلوا لیں ☆ زندگی میں اگر خوش رہنا چاہتے ہیں تو ایک چھوٹا سا اصول اپنا لیجئے، جو کھویا اس کا غم نہیں، جو پایا وہ کسی سے کم نہیں، جو نہیں ہے وہ ایک خواب ہے جو ملا ہے وہ لاجواب ہے۔“

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”میرا یہ ماننا ہے کہ آئین کی حفاظت کے لیے جمہوریت میں کسی بھی ادارے پر کھلی تنقید ضروری ہے، ہم اپنی تاریخ کے ایسے لمحے سے گذر رہے ہیں جب اعلیٰ اصولوں کی پیروی کو معمول کی ذمہ داریوں پر ترجیح دینا چاہیے، جب آئینی فریضے کی تکمیل لازمی طور پر ذاتی اور پیشہ وارانہ فرائض پر مقدم ہونی چاہیے، جب مستقبل کے بارے میں اپنی ذمہ داری کو نبھاتے وقت حال کے بارے میں زیادہ نہیں سوچنا چاہیے، خاص طور پر مجھ جیسے عدلیہ سے وابستہ شخص کے لیے حق کے اظہار میں ناکام رہ جانا فرض شناشی کی کمی ہوگی۔“

(پرشانت بھوشن)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ہمت وحوصلہ سے راہ کی مشکلات کو برداشت کیجئے

جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور ہم سب اللہ ہی کے پاس جانے والے ہیں، ایسے ہی لوگوں پر اللہ کی عنایتیں ہیں اور ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔ (سورہ البقرہ ۱۵۵)

مطلب: ۔انسانی زندگی میں بہت سے حالات پیش آتے ہیں، انسان کبھی خوشی ومسرت کے خوشگوار لمحات سے گذرتا ہے اور کبھی مصائب ومشکلات سے دوچار ہوتا ہے، ہر دو حالتوں میں شکر وصبر کے دامن کو تھامے رکھئے، مصیبت و پریشانی میں ہمت وحوصلہ سے کام لیجئے، کیونکہ یہ مصیبتیں اور بلائیں عارضی اور فانی ہیں، اس لئے مایوسی اور احساس بیچارگی کے ہرگز شکار نہ ہویئے، اسلامی نظام عقائد میں نہ مایوسی کی گنجائش ہے اور نہ اتلاف جان ومال کی، انسانیت کی تاریخ بتلاتی ہے کہ کامیابی اور قربت خداوندی ابتلاء وآزمائش کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے، انبیاء علیہم السلام کی پوری سیرت، صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے حالات زندگی پر نظر رکھنے والے مورخین وسیرت نگار کی تحریریں اس بات کی شاہد ہیں کہ ان نفوس قدسیہ کو بلند مراتب آزمائشوں کے بعد ملے ہیں، گویا صبر وثبات انبیاء اولیاء کی سنت ہے، یہ کوئی بزدلی نہیں، بس ناموافق حالات کا مردانہ وار مقابلہ کیا جائے، اللہ کی حمد وثنا وتسبیح واذکار کے ذریعہ اپنے رب سے تعلق کو مضبوط کیا جائے، ہمت وحوصلہ اور ثبات قدمی سے راہ کی مشکلات کو برداشت کرنا چاہئے، اس سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے بڑی عمدہ بات کہی ہے کہ مصیبت کے وقت انا اللہ وانا الیہ راجعون کو سمجھ کر پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے، اور اس سے رنج وغم بھی دور ہوتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں نے ان مصائب پر صبر کیا اور ان مصائب کو وسیلہ ذکر وشکر بنایا تو اللہ تعالیٰ اس سے مصیبت کو دور فرمادیں گے، اس لئے ذات باری پر بھروسہ کرتے ہوئے صبر وضبط، تحمل و برداشت کا دامن نہ چھوڑا جائے۔

رحمت خداوندی کو متوجہ کرنے والی تین باتیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے تین لوگ وہ ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ خاص اپنے سایہ عاطفت میں ٹھکانا عطا فرمائے گا، اپنی رحمت میں چھپائے گا، اپنی محبت میں داخل فرمائے گا۔ایک تو وہ شخص جسے عطا کیا جائے تو اللہ کا شکر ادا کرے، دوسرے وہ شخص جو کسی کو سزا دینے پر قادر ہو، لیکن وہ معاف کردے اور تیسرا وہ شخص کہ جب اسے غصہ آئے تو نرمی اختیار کرے۔ (الحاکم)

وضاحت: ۔اللہ جل شانہ کے رحم وکرم اور شفقت ومحبت کا دائرہ بہت وسیع ہے، وہ اپنی ساری مخلوقات پر غایت درجہ رحم کا معاملہ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے خاص ناموں میں سب سے زیادہ اہم نام رحمٰن ورحیم ہے، گویا دنیا میں جو کچھ ہے وہ خدا کی رحمت کے جلوؤں کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور دنیا میں رحم وکرم کے جو آثار پائے جاتے ہیں وہ اسی کی رحمت کے آثار اور پرتو ہیں، جس سے پوری مخلوق فیضیاب ہورہی ہے، ہاں، اللہ کی اس صفت رحمت سے تین اشخاص کو زیادہ فائدہ پہونچتا ہے، یعنی ایسے تین خوش نصیب لوگوں پر اللہ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے، ان میں پہلا وہ شخص ہے جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں پر ہمہ دم شکر بجالاتا ہے، خواہ وہ مال واولاد کی نعمت ہو یا صحت وتندرستی کی، جاہ ومنصب کی دولت ہو یا خوشحالی وترقی کی، ہر حال میں اس کی زبان شکر الٰہی سے تر رہتی ہے، اس کے صلہ میں اللہ اس کو مزید ترقیات سے نوازتے ہیں، اور اس پر اپنے سایۂ رحمت کو دراز فرماتے ہیں، دوسرا وہ شخص جو دوسروں کے قصوروں اور غلطیوں کو معاف کردیتے ہیں، اور عفو ودرگذر سے کام لیتے ہیں، لیکن یاد رہے کہ اس غلطی میں صرف کوتاہی شامل ہے، جو انجانے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں، لیکن جو عادی مجرم ہے تنبیہ کے باوجود نازیبا حرکتیں کرتا رہتا ہے، اس کی سرزنش کی جائے گی، تاکہ بار بار اس سے ایسا جرم صادر نہ ہو، ہاں عام حالات میں کبھی کبھار کی جانے والی غلطیوں سے صرف نظر کرنا قربت خداوندی کا ذریعہ ہے، اور تیسرا وہ شخص رحمت الٰہی کے سایہ میں ہوگا جو غصہ کو قابو میں رکھتا ہو، اشتعال انگیزی کے وقت حلم وبردباری سے کام لینا مومن کی اخلاقی صفات میں سے ہے، قرآن مجید میں مومن کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی کہ جب اس کو غصہ آتا ہے تو وہ معاف کردیتے ہیں، ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک اجر کے اعتبار سے اس گھونٹ سے عظیم تر اور کوئی گھونٹ نہیں ہے جو غصہ کا گھونٹ پیا جائے، صرف باری تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر (ابن ماجہ)

اس کے علاوہ یہ کہ غصہ نہ صرف آدمی کے دل ودماغ کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کردیتا ہے، بلکہ طبی لحاظ سے اعضاء رئیسہ پر اثر انداز ہوتا ہے، اور صحت کی خرابی کا سبب بنتا ہے اور سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ غصہ آدمی کو حلم وبردباری، متانت وسنجیدگی کے جوہر سے یکسر عاری کردیتا ہے، اصل بات یہی ہے کہ آدمی جتنا عقل مند قابل اور بردبار ہوتا جاتا ہے اس کا دل ودماغ اتنا ہی وسیع ہوتا جاتا ہے، اس میں لوگوں کی غلطیوں کو معاف کرنے کی صلاحیت بڑھتی جاتی ہے اور یہی علامت ہے شرافت اور کریم النفس کی، اس لئے اگر کسی کے اندر مذکورہ صفات یعنی نعمتوں پر شکر، صبر وتحمل، بردباری، غلطیوں کو معاف کرنے اور غصہ کو قابو میں رکھنے کی خصلتیں پائی جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی رحمت کا سایہ فرمائیں گے اور زندگی میں ترقی اور خوشحالی عطا فرمائیں گے۔

اسی مفہوم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کیا: "وہ لوگ ہیں جنہیں ان کا اجر دوبار دیا جائے گا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا اور وہ برائی کو بھلائی کے ذریعے دفع کرتے ہیں اور اس عطا میں سے جو ہم نے انہیں بخشی خرچ کرتے ہیں۔" (سورہ قصص)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: "صبر نصف ایمان ہے، اور شکر نصف ایمان اور یقین کامل ایمان ہے۔(یعنی یقین دونوں کی اصل ہے اور یہ دونوں اس کے پھل ہیں) (شعب الایمان)۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

غیر مسلموں کے تہواروں میں شرکت:

آج کل کچھ مسلمان غیر مسلم بھائیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کی بنیاد پر نہ صرف ان کے مذہبی تہواروں میں شریک ہوتے ہیں بلکہ جشن مناتے ہیں، ہولیاں کھیلتے ہیں، تحفہ تحائف دیتے ہیں، ان کی پوجا پاٹ میں چندہ دیتے ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کیوں کرتے ہو تو جواب ہوتا ہے مذہبی رواداری ہے جس کی اجازت ہے، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب و باللہ التوفیق

اسلامی تعلیم یہ ہے کہ بہ حیثیت انسان دوسرے مذاہب کے لوگوں کے ساتھ نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے، ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کی حفاظت کی جائے، ان کے دکھ درد اور رنج وغم میں دادرسی کی جائے، اور ظلم وزیادتی سے پرہیز کیا جائے۔"لَا یَنۡهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیۡنَ لَمۡ یُقَاتِلُوۡکُمۡ فِی الدِّیۡنِ وَلَمۡ یُخۡرِجُوۡکُمۡ مِّنۡ دِیَارِکُمۡ اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡۤا اِلَیۡهِمۡ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ. (سورۃ الممتحنۃ:۸)"

لیکن وہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ کسی غیر مسلم کے ساتھ ایسا دوستانہ تعلق قائم کیا جائے کہ ایک مسلمان اس کے مذہبی رنگ میں رنگ جائے، اس کے تہواروں میں شریک ہوکر ان کے کفر پر مبنی اعمال کی تائید کرے، اس پر اپنی خوشی اور نیک خواہشات کا اظہار کرے، اس موقع پر انہیں تحفہ وتحائف سے نوازے اور ان کی پوجا پاٹ میں تعاون کرے، کیوں کہ کفر اللہ رب العزت کو گوارا نہیں اور شرک کی آمیزش بالکل قبول نہیں۔"اِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنۡکُمۡ وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِهِ الۡکُفۡرَ." (سورۃ الزمر:۷) اگر تم کفر کروگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔"اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰهِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا." (سورۃ النساء:۴۸) بے شک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک ٹھہرائے اور شرک کے علاوہ دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے، اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ میلان اور ان کے شرکیہ وظالمانہ اعمال میں شمولیت ومعاونت پر اپنے غصہ اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔"وَلَا تَرۡکَنُوۡۤا اِلَی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ وَمَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ" (سورۃ ھود:۱۱۳) اور ظالموں کی طرف نہ جھک جاؤ، ورنہ ایسا نہ ہو کہ تم کو بھی دوزخ کی آگ پکڑ لے، اور تمہارے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہو، پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جائے۔

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:"لَا یَتَّخِذِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَلَیۡسَ مِنَ اللّٰهِ فِیۡ شَیۡءٍ اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً وَیُحَذِّرُکُمُ اللّٰهُ نَفۡسَهٗ وَاِلَی اللّٰهِ الۡمَصِیۡرُ. (آل عمران:۲۸) ایمان والوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے، اللہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، مگر سوائے ایسی صورت کے کہ ان کے شر سے بچاؤ مقصود ہو۔

اسلامی تاریخ میں سیدنا حضرت ابرہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب لوگوں نے مذہبی تہوار میں شرکت کے لیے کہا تو انہوں نے یہ کہہ کر جانے سے اعراض کیا کہ میں بیمار ہوں، (اس لیے نہیں جاسکتا)"اِنِّیۡ سَقِیۡمٌ" (الصٰفٰت:۸۹)

مکہ والے جب حضرات صحابہ کرام کے ساتھ ظلم وستم کے سارے ہتھکنڈے استعمال کرکے ان کے ایمانی نشہ کو اتارنے میں ناکام ہوئے تو آخر میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصالحت کا یہ طریقہ پیش کیا کہ جس خدا کی آپ عبادت کرتے ہیں ہم بھی اس کی عبادت کیا کریں گے اور جن معبودوں کی ہم پوجا کرتے ہیں آپ بھی ان کی عبادت کریں۔ظاہر ہے یہ بات ناقابل قبول تھی، جیسے ایک چیز بیک وقت سفید اور سیاہ نہیں ہوسکتی، جیسے روشنی اور تاریکی کا جمع ہونا ممکن نہیں، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ ایک شخص بیک وقت توحید کا قائل بھی ہو اور شرک کا مرتکب بھی، اللہ تعالیٰ نے زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دوٹوک الفاظ میں اعلان کروادیا:"قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ. لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ. وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ." اے کافرو! جس کی تم پوجا کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کرسکتا اور جس کی میں عبادت کرتا ہوں کفر وشرک پر رہتے ہوئے تم اس کی عبادت نہیں کرسکتے۔البتہ مصالحت کا بہترین فارمولہ یہ ہے کہ "لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ" "تمہارے لیے تمہارا دین ہے اور میرے لیے میرا دین۔نہ تو ہم تمہارے طور وطریق میں چھیڑ چھاڑ کریں گے اور نہ تم ہمارے طور وطریق میں چھیڑ خانی کرو۔یہی ہے رواداری کہ اپنے دین اور اپنی دینی شناخت پر قائم رہتے ہوئے دوسرے اہل مذاہب کے معاملہ میں چھیڑ خانی سے گریز کیا جائے، نہ یہ کہ اپنی شناخت اور پہچان کھو دیں اور دوسرے کے رنگ میں رنگ جائیں، رواداری کے نام پر غیروں کے شعائر کو اختیار کرنا خطرناک عمل ہے اور راہ راست سے بھٹک جانے اور دولت ایمان سے محروم ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے، یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیعت لیتے وقت اس بات پر بھی بیعت لیتے کہ کفار ومشرکین کے مذہبی تہواروں اور ان کے رسم ورواج سے الگ تھلگ رہنا۔چنانچہ حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تو انہوں نے فرمایا کہ میں ان باتوں پر تمہاری بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کروگے، نماز ادا کروگے، زکوٰۃ دوگے، مسلمانوں کو نصیحت کروگے اور مشرکوں سے ان کے مذہبی معاملات اور رسم ورواج میں الگ رہوگے۔"ابایع علی أنۡ تَعۡبُدَ اللّٰهَ وَ تُقِیۡمَ الصَّلٰوۃَ وَ تُؤۡتِیَ الزَّکٰوۃَ وَ تُنَاصِحَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَ تُفَارِقَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ." (سنن نسائی : کتاب البیعۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: "مَنۡ تَشَبَّهَ بِقَوۡمٍ فَهُوَ مِنۡهُمۡ" (سنن ابی داؤد ؛ کتاب اللباس) جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی، اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں ایک صاحب ایمان کی شرعی ذمہ داری ہے کہ قرآن وسنت کی مذکورہ ہدایات پر عمل کرے، اپنی غلطی پر پوری ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار کرے اور آئندہ ایسے کاموں سے مکمل احتراز کرے، البتہ ایسی کوئی ناگزیر ضرورت پیش آجائے، جس میں چندہ دیے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو چندہ دے لیکن یہ کہہ کردے کہ میں آپ کو دے رہا ہوں، کیوں کہ پوجا پاٹ اور مندروں کی تعمیر میں دینا گناہ ہے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ. (المائدہ:۲) مبارک بادی دینی ہو تو اس کے ہدایت قبول کرنے کی نیت سے کہے کہ ہماری نیک خواہشات آپ کے ساتھ ہیں۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 34 مورخہ ۱۱ / محرم الحرام ۱۴۴۲ھ مطابق ۳۱ / اگست ۲۰۲۰ء روز سوموار

بَلی کا بکرا

ہندوستان میں غیر منصوبہ بند لاک ڈاؤن شروع ہوتے ہی پورے ملک میں ہاہا کار مچ گیا تھا، لاکھوں کی تعداد میں لوگ دہلی ممبئی، سورت وغیرہ سے اپنے گھر جانے کے لیے پیدل نکل پڑے تھے، مختلف ریلوے اور بس اسٹیشنوں پر جو بھیڑ جمع ہوئی اس نے یہ ثابت کر دیا کہ حکومت کا آمد ورفت کی سہولت ومہلت کے بغیر لاک ڈاؤن کا اعلان انتہائی غیر دانشمندانہ تھا، حکومت کی جب کِر کِری ہونے لگی تو وزارت داخلہ کو اس کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹانے کی فکر ہوئی، چنانچہ اس نے انتہائی منصوبہ بند انداز میں دعوت وتبلیغ کے مرکز کی حیثیت سے مشہور تاریخی بنگلہ والی مسجد پر پولیس کے ذریعہ دھاوا بول دیا، یہ عجیب وغریب معاملہ تھا کہ قومی سلامتی کے مشیر اجیت ڈوبھال ایک رات قبل ہی مولانا سعد صاحب امیر جماعت سے مل کر گیے تھے، اس کے بعد گودی میڈیا نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور پورے ملک کی فضا کو اس قدر خراب کر دیا کہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا جنازہ نکل گیا، تبلیغی جماعت کے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر جیلوں میں ڈال دیا گیا، بہار میں سات جماعتیں اس کی زد میں آئیں اور ان کو کئی مہینے جیل میں رہنا پڑا، موجودہ صورت حال یہ ہے کہ چھ جماعتوں کی ضمانت تو ہو گئی ہے، لیکن وہ اپنے ملک واپس نہیں جا سکتے، یعنی مقدمہ جاری ہے، کشن گنج میں ایک جماعت اب بھی قید میں ہے اور اس کی ضمانت نچلی عدالت سے رد ہو گئی ہے اور معاملہ ہائی کورٹ پہونچ گیا ہے، کاروائی کی ہولنا کی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ملک کی مختلف ریاستوں میں ۳۵ / ملکوں کے کم سے کم پینتیس سو لوگوں کو کورونا پھیلانے کے الزام کے تحت بلیک لسٹڈ کر دیا گیا، فنڈنگ کے نام پر تبلیغی مراکز پر ای ڈی کے چھاپے آج بھی پڑ رہے ہیں، ان دنوں جن مبلغین کو کورنٹائن کیا گیا ان پر بھی میڈیا نے غلط الزامات کی بوچھار کی اور ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک اسپتال میں روا رکھا گیا، غیر ملکی مبلغین پر ایک بڑا الزام یہ بھی تھا کہ انہوں نے وزٹ ویزا کا غلط استعمال کیا ہے، یہ طوفان اس قدر شدید تھا کہ تبلیغ والوں پر قانون کا شکنجہ کستا چلا گیا اور ہر ڈاڑھی ٹوپی والا برادران وطن کو جماعتی نظر آنے لگا، حضرت امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے انہیں دنوں اس طوفان بدتمیزی کے خلاف سخت بیانات دیے اور واضح کیا کہ حکومت اپنی ناکامیوں کو چھپانے کے لیے مسلمانوں کے خلاف مہم چلا رہی ہے اور یہ کہ سارا کچھ سیاسی ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم اس سلسلے میں مسلسل متفکر رہے، حضرت صاحب کی ہدایت پر امارت شرعیہ اس پورے معاملہ کو ہر سطح پر حل کرنے کی مخلصانہ جدوجہد میں لگی ہوئی ہے۔

ان حالات میں ممبئی ہائی کورٹ کی اورنگ آباد بینچ کا تاریخی فیصلہ آیا ہے جس میں جسٹس ٹی وی نلواڈے اور جسٹس ایم جی سیولیکر پر مشتمل بینچ نے تین الگ الگ عرضیوں پر سماعت کرتے ہوئے آئیری کوسٹ گانا، تنزانیہ، بینن اور انڈونیشیا سے متعلق انتیس (۲۹) غیر ملکی اور چھ (٦) ہندوستانی مبلغین پر درج ایف آئی آر کو رد کر دیا ہے، اور واضح طور پر یہ بات کہی ہے کہ اس معاملہ میں تبلیغی جماعت کو بلی کا بکرا بنایا گیا ہے، ان حضرات پر پولیس نے تعزیرات ہند میں وبائی امراض سے متعلق ایکٹ، مہاراشٹر پولیس ایکٹ اور ڈیزاسٹر منیجمینٹ ایکٹ کے تحت ایف آئی آر درج کیا تھا۔

عدالت نے اپنے فیصلہ کے ستائیسویں ریمارکس میں میڈیا کی سخت سرزنش کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ ان غیر ملکی جماعتیوں کو انفیکشن پھیلانے کا ذمہ دار بنانے کے لیے میڈیا نے پروپیگنڈہ چلایا، جسٹس نلواڈے نے کہا کہ ان غیر ملکی مہمانوں کے ساتھ جو سلوک کیا گیا وہ ہندوستانی تہذیب کے خلاف ہے، ہمارے یہاں ’’اتیتھی دیو وبھوا‘‘ کی روایت رہی ہے، انہوں نے کہا کہ تبلیغی جماعت مذہبی اصلاحی تحریک ہے اور اس کے ذریعہ تبدیلی مذہب کا کام ہو رہا ہے، کہنا بالکل غلط ہے، انٹھاون صفحات پر مشتمل اس فیصلہ میں عدالت نے یہ مشورہ بھی دیا ہے کہ غیر ملکیوں کے خلاف کی جانے والی کاروائی کی تلافی کے لیے مثبت اقدام کی ضرورت ہے، عدالت کی سوچ یہ تھی کہ ’’ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ریاستی حکومت نے سیاسی مجبوری کے تحت یہ کام کیا اور پولیس نے بھی ضابطہ کے مطابق ٹھوس قوانین کی دفعات کے تحت ان کو دیے گیے اختیارات کو استعمال کرنے کی ہمت نہیں کی، فیصلہ میں عدالت نے واضح کیا کہ جب ہم کسی غیر ملکی کو ویزا دیتے ہیں تو اس سے آئین کی دفعہ ۲۱ / کے تحت مذہبی مقامات کے دورہ کا حق نہیں چھین سکتے۔

اس اہم فیصلہ میں فاضل ججوں نے جو تبصرے اور ریمارکس دیے وہ کافی اہم ہیں، عدالت نے کہا کہ موجودہ دور میں مذہبی مباحث اور مذاکرات پر پابندی ناممکن ہے، کیوں کہ ہندو بیرون ہند میں بہت سارے ایسے چینل ہیں، جن پر مذہبی، سماجی اور معاشرتی اقدار کی ملکی اور غیر ملکی مبلغین کے ذریعہ پرزور تبلیغ کی جاتی ہے، عدالت نے اپنے فیصلے میں ہندو، عیسائی، سکھوں اور مسلمانوں کے ذریعہ چلائے جا رہے بہت سارے چینلوں کا بھی حوالہ دیا، اس کے قبل مدراس ہائی کورٹ نے بھی تبلیغی جماعت کے خلاف جاری مہم کو انتہائی غیر مناسب بتایا تھا، اس فیصلہ سے کورونا کو لے کر تبلیغی جماعت کے خلاف جو مہم چلائی گئی، اس کی قلعی کھل گئی ہے اور عرصہ کے بعد اس فیصلہ سے عدالت کے وقار میں اضافہ ہوا ہے۔ لیکن جو لوگ ملک میں فرقہ وارانہ آہنگی کو ختم کرنے کے ذمہ دار ہیں، چاہے وہ ذرائع ابلاغ کے لوگ ہوں یا حکومت اور سیاسی پارٹیوں کے اہل کار، ان کو بھی سزا دلانے کی کوشش کرنی چاہیے؛ تاکہ آئندہ اس قسم کے حالات پیدا کرنے کی ہمت کسی میں نہ ہو، خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ یہ معاملہ مسلم غیر مسلم کا نہیں، بلکہ سینکڑوں سالہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور ملک کے امن وسکون سے جڑا ہوا ہے، اس لیے سد باب کے طور پر ان لوگوں کو عدالت کے کٹہرے میں کھڑا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

متحدہ عرب امارات اور اسرائیلی تعلقات

ڈونالڈ ٹرمپ کی ثالثی میں متحدہ عرب امارات نے اسرائیل کو تسلیم کر کے ملک میں سفارت خانہ کے قیام اور ہر قسم کے تعلقات قائم کرنے کے لیے راستہ صاف کر دیا ہے، اس فیصلے سے بیشتر مسلم ممالک کو حیرت ہوئی ہے، متحدہ عرب امارات اس خوش فہمی میں ہے کہ اس سمجھوتے کی وجہ سے فلسطینی مغربی کنارے کو اسرائیل میں ضم کرنے کا عمل رک گیا ہے، جب کہ اسرائیلی وزیر اعظم نتن یاہو نے صاف کر دیا ہے کہ غرب اردن کو اسرئیل میں ضم کرنے کا فیصلہ صرف ملتوی ہوا ہے کالعدم نہیں، غرب اردن فلسطین کا قدیم علاقہ ہے، جس میں بیس لاکھ مسلمان اور پانچ لاکھ یہودی آباد ہیں، پانچ سو کلیومیٹر کے اس علاقہ میں یہودیوں کی نو آبادی ہے، اسرائیل اس کو ہڑپ کر کے فلسطینیوں کی آخری جائے پناہ بھی چھیننے کے درپے ہے۔ متحدہ عرب امارات پہلا خلیجی اور اردن ومصر کے بعد تیسرا عرب ملک ہے جس نے اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کر لیے ہیں۔ متحدہ عرب امارات کے اس فیصلے پر عرب ممالک دو خیمے میں بٹ گیے ہیں، فلسطین کی تنظیم حماس اور الفتح دونوں نے اس فیصلے کو مسترد کر دیا ہے اور اعلان کیا ہے کہ متحدہ عرب امارات نے فلسطین کی پیٹھ میں ایک اور چھُرا بھونکنے کا کام کیا ہے۔

فلسطین کے حوالہ سے عرب ملکوں کے اقدام پہلے بھی شرمناک رہے ہیں، اکتوبر ۱۹۷۳ء میں اردن نے مشترکہ عرب حملے کی اطلاع پہلے ہی اسرائیل کو دیدی تھی، انور سادات نے اکتالیس برس پہلے اسرائیل کی پارلیامنٹ سے خطاب بھی کیا تھا کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ کر کے اپنے علاقے خالی کرا لیے تھے اور فلسطینیوں کو اسرائیل کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا تھا، یہی سمجھوتہ دراصل انور سادات کے قتل کا سبب بنا تھا۔

آج بھی غیر رسمی تعلقات سعودی عرب، عمان اور بحرین وغیرہ سے اسرائیل کے قائم ہیں، عراقی جنگ میں اسرائیل، عراق ایران دونوں کو اسلحے سپلائی کر رہا تھا، ۲ / ستمبر ۲۰۰۵ء کو اسرائیل کے وزیر خارجہ سلوان شلون سے پاکستانی وزیر خارجہ خورشید محمود کی ملاقات ہو چکی ہے، اسلامی سربراہ کانفرنس کے کئی افریقی ممالک کو زرعی، آبی وعسکری شعبوں میں اسرائیل کا تعاون حاصل ہے، تجارتی سطح پر ازبکستان، ملیشیا، عمان، سعودی عرب، قطر، ترکی، آذربائیجان، قزاقستان، اردن اور مصر سے بلین اور ملین ڈالر میں درآمد اور برآمد کا معاملہ ہوتا رہا ہے، جواب بھی جاری ہے، اس طرح غیر رسمی طور پر بہت سارے ملک اسرائیل سے جڑے ہوئے ہیں، جس کا نقصان ہر دور میں فلسطین کو اٹھانا پڑا ہے، متحدہ عرب امارات کے سفارتی تعلقات فلسطینیوں کو ان کے ملک میں مزید بے دست وپا کر دیں گے، عرب ممالک کے آپسی نزاعی تعلقات بھی اس معاملہ میں کلیدی رول ادا کر رہے ہیں۔

صاف صفائی

مرکزی حکومت نے گذشتہ کئی سالوں سے صاف صفائی کی مہم چلا رکھی ہے اور اشتہار وغیرہ کی شکل میں اب تک کروڑوں روپے اس پر خرچ کیے جا چکے ہیں، مرکزی حکومت کی جانب سے حال ہی میں صفائی سے متعلق ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس کے مطابق صاف صفائی کے اعتبار سے مسلسل تیسری بار اندور شہر اول نمبر پر رہا، اس کے بعد علی الترتیب سورت، نوی ممبئی، وجے واڑہ، احمد آباد، راج کوٹ، بھوپال، چنڈی گڈھ، وشاکھا پٹنم اور بڑودرہ ہے۔

سب سے گندے شہروں کی بات کریں تو بہار کی راجدھانی پٹنہ ایک نمبر پر ہے، اس کے بعد علی الترتیب مشرقی دہلی، چنئی، کوٹہ، شمالی دہلی، مدورئی، میرٹھ، کئمبور، امرتسر اور فرید آباد ہے، ریاستوں کے اعتبار سے دیکھیں تو سو سے زیادہ شہروں پر مشتمل ریاست میں صفائی کے اعتبار سے چھتیس گڈھ ایک نمبر پر اور کم شہروں والی ریاست میں جھارکھنڈ کو اول مقام حاصل ہے، چھاؤنی والے شہروں میں جالندھر اول اور گنگا کنارے والے شہروں میں بنارس صاف ستھرا پایا گیا، مرکزی وزیر برائے رہائش اور شہری ترقیات کے ہردیپ پوری نے اس سروے کے بعد ایک تقریب میں ایک سو انتیس (۱۲۹) شہروں کو انعام سے نوازا۔

صفائی پر ملکی اعتبار سے سب سے بڑے سروے کا یہ کام اٹھائیس (۲۸) روز چلا، سروے میں چار ہزار دو سو بیالیس (۴۲۴۲) شہروں، ۶۲ / کنٹونمنٹ (چھاؤنی) بورڈ اور سنتانوے گنگا کنارے کے شہروں کو شامل کیا گیا، ۱۸۷ / کروڑ لوگوں نے اس سروے میں حصہ لیا، ۲۰۲۰ سروے ٹیم نے انٹھاون ہزار (۵۸۰۰۰) رہائشی اور بیس ہزار (۲۰۰۰۰) تجارتی کیمپس اور چونسٹھ ہزار (٦۴۰۰۰) سے زائد وارڈوں کا جائزہ لیا، ۱ء۷ کروڑ لوگوں نے صفائی سے متعلق ایپ کا استعمال کیا، اور سوشل میڈیا پر گیارہ کروڑ سے زائد تبصرے سامنے آئے۔

اس سروے نے صاف کر دیا ہے کہ ملک اب تک گندگی کے ماحول سے نہیں نکل سکا ہے، اور صفائی کی مہم بہت کامیاب نہیں ہو پائی ہے، اس سمت میں مزید توجہ کی ضرورت ہے، تاکہ ملک کے باشندے فضائی آلودگی اور کچڑے کے تعفن سے بچ سکیں اور انہیں زندگی گذارنے کے لئے ایک صحت مند ماحول مل سکے، ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ صفائی آدھا ایمان ہے، اور اللہ پاک صاف ہے، اور وہ پاکی وصفائی کو پسند کرتا ہے۔

اردو کا مسئلہ

بہار میں اردو دوسری سرکاری زبان ہے، اس کی اہمیت کے پیش نظر حکومت کی جانب سے بارہا یقین دہانی کرائی جاتی رہی ہے کہ ہر اسکول میں اردو کے اساتذ بحال کیے جائیں گے، اب بہار سرکار نے ہائی اسکول کو دو درجے نویں دسویں تک محدود کر دیا ہے، اس کی وجہ سے اساتذہ کی تعداد بھی کم کر دی گئی ہے اور صراحت کی گئی ہے کہ دوسری زبان کے لیے ایک استاذ ہی دیے جائیں گے، ہمیں دوسری زبان کے لیے ایک استاذ دیے جانے پر اعتراض نہیں ہے، ہمارا کہنا صرف یہ ہے کہ دوسری سرکاری زبان اردو کے لیے بھی ہر اسکول میں استاذ کا تقرر ہونا چاہیے، حکومت چاہے تو ایک استاذ دوسری زبانوں کے لیے اور ایک استاذ دوسری سرکاری زبان کے لیے مقرر کرے، کیوں کہ صرف اردو ہی بہار کی دوسری سرکاری زبان ہے، اس سلسلے میں سرکار کو اپنے وعدے یاد رکھنے چاہیے اور دوسری سرکاری زبان اردو کی ان دیکھی نہیں کرنی چاہیے۔

یادوں کے چراغ : مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا محمد متین الحق اسامہ رح

ابھی صبح کے معمولات سے فراغت نہیں ہوئی تھی کہ موبائل کی گھنٹی بج اٹھی، خیرآباد سیتاپور سے عارف انصاری صاحب کا فون تھا، عارف انصاری صاحب میرے مضامین شوق سے پڑھتے ہیں اور موبائل پر انتہائی بے باکی سے اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں، اس لئے ان کا فون آنا تعجب خیز نہیں تھا، اطمینان سے موبائل اٹھایا، سلام وخیریت کے بعد انہوں نے بتایا کہ آج ۱۸/ جولائی ۲۰۲۰ء کو رات ڈھائی بجے مولانا متین الحق اسامہ کان پوری کا انتقال ہوگیا، میں سر سے پاؤں تک ہل کر رہ گیا، مجھے یہ معلوم تھا کہ وہ شوگر، ہائی بلڈ پریشر، تھائی رائیڈ وغیرہ امراض کے شکار ہیں۔ ان کے صاحب زادہ کے میسج سے یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ مولانا کو کرونا ہوگیا ہے؛ لیکن یہ اس مرحلہ تک پہونچ گیا ہے کہ دنیا کو الوداع کہنے کا سبب بن جائے گا، اس کا بالکل اندازہ نہیں تھا، صبح کے معمولات سے فراغت کے بعد وھاٹسپ کے پیغامات دیکھنا اور پڑھنا یہ بھی اب معمول کا حصہ ہے، اب جو وھاٹسپ کھولا تو سارے گروپ میں یہ خبر نمایاں تھی، تعزیتی پیغامات اور دعاؤں کا تانتا لگا ہوا تھا، تفصیلات کے مطابق بدھ کی رات دس بجے انہیں دل کا دورہ پڑا، صورت حال کی نزاکت کے پیشِ نظر انہیں کان پور میڈیکل کالج، (ہیلٹ) ریفر کردیا گیا، اور وہاں ڈھائی بجے رات میں صرف ترپن سال کی عمر میں داعی اجل کو انہوں نے لبیک کہدیا، بہت دیر بعد میں اپنے آپ کو سنبھال پایا اور سوچتا رہا کہ قرب قیامت کی نشانیوں میں ایک علم یعنی صاحب علم کا اٹھ جانا ہے یہ کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے، البتہ بندہ کو راضی برضائے الٰہی رہنا ہے، اس کے علاوہ اس کے بس میں اور کچھ نہیں ہے۔ پس ماندگان میں مولانا نے اہلیہ چار لڑکے اور ایک لڑکی کو چھوڑا۔ لڑکی کی شادی ان کے برادر نسبتی مولانا محمد طلحہ نقشبندی کے صاحبزادہ سے ہوئی۔ جنازہ کی نماز اسی دن ۱۸/ جولائی ۲۰۲۰ء کو صبح کے پونے آٹھ بجے ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا امین الحق عبداللہ قاسمی نے پڑھائی اس کے بعد جنازہ کی چار جماعتیں اور ہوئیں، لوگ آتے رہے اور پڑھتے رہے، اور جامع مسجد اشرف آباد سے متصل قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مولانا محمد متین الحق اسامہ بن مولانا مبین الحق نے انتہائی سرگرم زندگی گزاری، انتقال کے وقت وہ جمعیت علماء اتر پردیش کے ناظم، رابطہ مدارس اسلامیہ اتر پردیش زون۔ ا کے صدر، جامع مسجد اشرف آباد کے امام، جامعہ محمودیہ اشرف العلوم جاج مئو کان پور کے ناظم، قاضی شہر کان پور، رکن مجلسِ عاملہ جمعیت علماء ہند، چیئرمین حق ایجوکیشن اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن کان پور، صدر مجلس تحفظ ختم نبوت کان پور تھے اور اکابر علماء کے معتمد بھی، ان کا شمار امن و یکتا کے علمبردار اور دین وشریعت کے ترجمان میں ہوتا تھا۔ وہ فرقۂ باطلہ کے خلاف بھی سرگرم عمل رہا کرتے تھے۔

مولانا اسامہ نے ۷/ مئی ۱۹۶۷ء کو اتر پردیش کے فتح پور میں اپنی آنکھیں کھولیں، مکتب کی تعلیم گھر پر ہی ہوئی، والد مولانا مبین الحق صاحب جامع العلوم پٹکا پور کان پور میں ناظم تعلیمات اور شیخ الحدیث تھے، قائم مقام صدر مدرس کے فرائض بھی انہیں سے متعلق تھے، اس لئے مولانا اسامہ کان پور منتقل ہوگئے، یہاں گھر پر ہی آدھا پارہ حفظ کیا، اس کے بعد جامع العلوم پٹکا پور میں آگے کی تعلیم کے لیے داخل ہوگئے، پورے پانچ سال وہ یہاں درس نظامی کی کتابیں نامور اساتذہ سے پڑھتے رہے، یہیں ان کا علمی ذوق پروان چڑھا، اعلیٰ تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند کا رخ کیا، ۱۹۸۹ء میں وہاں سے سند فراغت حاصل کر کے والد محترم کی مرضی کے مطابق کانپور چلے آئے اور مختلف مدرسوں میں تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، والد صاحب کی علالت کے بعد جامع مسجد اشرف آباد کے امام مقرر ہوئے، سترہ سال قبل جامعہ محمودیہ اشرف العلوم جاج مئو کے قیام کے بعد سے ہی بطور ناظم خدمت انجام دیتے رہے، انتہائی جانفشانی سے اس ادارہ کو پروان چڑھایا، آج اس کی مختلف علاقوں میں ترپن (۵۳) شاخیں کام کر رہی ہیں، ۲۸/ جنوری ۲۰۱۶ء کو قاضی شہر مفتی منظور احمد مظاہری نے انہیں اپنا قائم مقام جانشیں بنایا، وہ ۴/ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو جمعیت علماء اتر پردیش کے صدر منتخب ہوئے، وہ جمعیت علماء کے محکمہ شرعیہ کان پور کے بھی صدر تھے، ان کا شمار ملک کے نامور خطیب، مقرر اور ممتاز ترین عالم دین میں ہوتا تھا۔

مولانا کی شادی جامعہ عربیہ ہتھورہ باندہ کے مؤقر استاذ حضرت مولانا نفیس احمد رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی تھی، اس اعتبار سے مولانا سید محمد طلحہ قاسمی نقشبندی اور مشہور مقرر جمعیت علماء مہاراشٹر کے ناظم تنظیم مولانا مفتی محمد حذیفہ قاسمی ان کے برادر نسبتی تھے، بعد میں مولانا متین الحق اسامہ اور مولانا محمد طلحہ آپس میں سمدھی بھی ہوگئے، میں نے اپنی آنکھوں دیکھا کہ ان سب میں بہت یگانگت اور انسیت تھی، ایک دوسرے کے اکرام و احترام میں سبقت لے جانا ان کے معمولات کا حصہ تھا۔

مولانا مرحوم سے ہماری ملاقات مدارس کے جلسوں میں گاہے گاہے ہوتی رہتی تھی، مولانا مقرر بڑے تھے لیکن عمر میں مجھ سے چھوٹے تھے اور دارالعلوم سے فراغت بھی میرے بہت بعد کی تھی، اس لئے وہ میرا بہت خیال رکھتے تھے، کہیں کہیں اور کبھی کبھی تو ایسا ہوتا کہ ان کا نام مجھ سے پہلے ہوتا تو میں ضد کر کے ان سے پہلے تقریر کر لیتا، مولانا کی شعلہ بار تقریر کے بعد کوئی تقریر لوگوں کو بھاتی بھی نہیں تھی اور میرا خیال ہے کہ کسی مفید اور کارآمد تقریر کے بعد کسی اور کا تقریر کرنا پہلے والی تقریر کے اثر کو زائل کر دیتا ہے، اس خلوص اور محبت کی وجہ سے جو ہم لوگوں کے درمیان تھی، وہ ایک بار وفاق المدارس امارت شرعیہ بہار واڈیشہ وجھارکھنڈ کے اساتذہ کے تربیتی پروگرام میں بھی تشریف لائے تھے، یہ دارالعلوم سجادنگر لڑوارہ ضلع بیگوسرائے میں ۲ تا ۴ اپریل ۲۰۱۳ء بروز منگل تا جمعرات منعقد ہوا تھا، مولانا نے اس موقع سے افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”نظام مدارس کو مضبوط اور فعال بنانے کے لئے ترجیحی طور پر قربانیاں پیش کرنے کی ضرورت ہے، ہمیں اچھی طرح اس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہی مدارس پوری دنیا میں اسلامی نشأۃ ثانیہ کے علم بردار ہیں، اسی کے ذریعہ ہم اپنی مذہبی تعلیم اور تہذیبی شناخت کو برقرار رکھ سکتے ہیں، اندرونی نظام میں جو کمزوریاں در آئی ہیں انہیں بھی ہمیں پوری سنجیدگی کے ساتھ دور کرنا ہوگا؛ چونکہ وہ رابطہ مدارس اسلامیہ سے جڑے ہوئے تھے، اس لئے برجستہ موضوع کے اعتبار سے بڑی مفید تقریر انہوں نے کی اور شرکاء نے اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر قبول کیا“۔

یکساں سول کوڈ پر ایک پروگرام انہوں نے حق ایجوکیشن اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن کانپور کے زیر اہتمام جلسہ سالانہ تقسیم اسناد کے موقع سے ۲۰۱۷ء میں بمقام راگیندر سروپ آڈوٹریم ہال سول لائن کانپور منعقد کیا تھا، ان کی خواہش تھی کہ امارت شرعیہ کی طرف سے کوئی اس پروگرام میں نمائندگی کرے اور نمائندہ ایسا ہو جو موضوع پر تقریر بھی کرے اور چھوٹے موٹے عذر کی وجہ سے غیر حاضر بھی نہ ہو، اکابر امارت نے نمائندگی کے لئے میرا نام پیش کردیا، مولانا نے مجھ سے مسلسل رابطہ بنائے رکھا، ان کی خواہش پر میں ایک روز پہلے ہی کان پور حاضر ہوگیا، رات کا قیام مدرسہ اشرف العلوم میں ہوا، میری ضرورتوں کا خیال رکھنے کے لئے انہوں نے مولانا اظہار مکرم قاسمی استاذ مدرسہ اشرف العلوم جاج مئو کو مامور کیا، اتفاق سے مولانا محمد طلحہ صاحب بھی اسی دن تشریف لائے تھے، دونوں حضرات سے اچھی ملاقات رہی، کل ہوکر ایک بڑے آڈوٹریم میں پروگرام ہوا، مجمع دیکھ کر مولانا کی مقبولیت کا اندازہ ہوا، پروگرام بہت اچھا ہوا، کئی وکلاء نے بھی مجمع سے خطاب کیا، میری تقریر بھی یکساں سول کوڈ کے حوالہ سے ہوئی اور مولانا اسامہ نے مجھے بتایا کہ پسند کی گئی، بعد میں دن کا کھانا جہاں تھا وہاں بھی دسترخوان پر میری تقریر موضوع گفتگو بنی رہی۔

اس پروگرام کے بعد پھر کوئی ملاقات یاد نہیں ہے، البتہ مولانا کی تحریکی اور تنظیمی سرگرمیوں کی اطلاع اخبارات اور شوسل میڈیا کے ذریعہ ہوتی رہتی تھی، مفتی منظور احمد صاحب کے انتقال کے بعد کانپور، بلکہ اتر پردیش میں بہت ساری جہتوں سے مولانا محمد اسامہ توجہ کے مرکز بنے ہوئے تھے، اس لئے اتنی جلدی ان کا رخصت ہوجانا بڑا ملی سانحہ ہے، اللہ ربّ العزت ان کی مغفرت فرمائے، پس ماندگان کو صبر جمیل بخشے اور اداروں کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے، ان اللہ علی کل شئ قدیر

حرفِ چند : ایڈیٹر کے قلم سے

دین کی بنیادی باتیں

دین کی بنیادی باتوں کا جاننا ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے فرض ہے، مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ میں پڑھنے والے بچوں کے علاوہ اس معاملہ میں مسلمانوں میں مجرمانہ حد تک غفلت پائی جارہی ہے، عصری علوم کی درسگاہوں میں پڑھنے والے طلبہ وطالبات کی حالت اس معاملہ میں اور بھی ناگفتہ بہ ہے ایسے خاندان جہاں مذہب کو نجی مسئلہ سمجھا جاتا ہے، وہاں کے بڑے بوڑھوں میں بھی اس حوالہ سے کمی دیکھنے میں آئی ہے، بنیادی دینی تعلیم سے ناواقفیت کی وجہ سے دہریے اور فِرَق باطلہ کی تبلیغ کرنے والے بڑی آسانی سے ان کا شکار کر لیتے ہیں، ہندوستان میں فِرَق ضالہ باطلہ اور منحرفہ کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ ان کے پیروکار اور متبعین زیادہ تر وہی لوگ ہوئے، جو دین کی بنیادی تعلیم سے ناواقف تھے اور اسلام کے بنیادی معتقدات تک ان کی رسائی نہیں تھی۔

اس صورت حال کو بدلنے کے لیے ضروری ہے کہ بنیادی دینی تعلیم سے متعلق رسالے اور کتابچے تیار کر کے گھر گھر پہونچانے کا نظم کیا جائے، اللہ پر عام مسلمانوں کے یقین کو پختہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ دینے والی ذات ایک ہی ہے جو اللہ ہے، جو مانگنا ہو اسی سے مانگا جائے، ذہن ودماغ میں ان ماثورہ منصوصہ دعاؤں کی اہمیت بھی بیٹھا دی جائے جو قرآن واحادیث میں مذکور ہیں، ان کے ترجمہ سے بھی ان کو واقف کرایا جائے؛ تاکہ وہ جو کچھ اللہ سے مانگیں، سمجھ بوجھ کر مانگیں اور شعوری طور پر مانگیں، قرآن واحادیث میں مذکور دعاؤں کی اپنی الگ تاثیر ہے اور اس کی نورانیت سے دل ودماغ قلب وجگر تک روشن اور منور ہو جاتے ہیں، اس کا شعور وادراک کہنے سننے سے نہیں، عمل اور مشاہدہ سے ہوتا ہے، کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا آسان نہیں ہوتا۔

اسلام کی بنیادی باتوں کو محفوظ رکھنے اور ذہن ودماغ میں اتارنے کے لیے سوال وجواب کا طریقہ زیادہ مؤثر ہے، اسی لیے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب نے تعلیم الاسلام کے کئی حصے تیار کیے اور وہ ابھی تک انتہائی مقبول ہیں، سوال وجواب کا یہ طریقہ آج کی اصطلاح میں کوئز کہلاتا ہے اور اب مختلف تنظیموں کے ذریعہ اس کے مقابلے کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے۔

مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی جو امارت شرعیہ میں نائب مفتی ہیں، یہاں آنے سے قبل ملک کی نامور درسگاہ مدرسہ اسلامیہ قرآنیہ سمرا مغربی چمپارن میں استاذ تھے، ان کو بچوں کو پڑھانے کا تجربہ بھی ہے، اور دارالافتاء سے منسلک ہونے کی وجہ سے بنیادی دینی تعلیم سے عام مسلمانوں کی عدم واقفیت کا احساس بھی، امارت شرعیہ کے دارالافتاء میں آنے والے سوالات صرف مستفتی کے سوالات ہی نہیں ہوتے، مسلم سماج ومعاشرہ کے سمت ورخ کو جاننے، پہچاننے اور سمجھنے کا بڑا ذریعہ بھی ہوتے ہیں، مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی صاحب کے اس سلسلے میں جو احساسات ومشاہدات تھے، اس نے مفتی صاحب کو انتہائی مفید کتاب ”دین کی بنیادی باتیں“ تالیف کرنے پر ابھارا، چنانچہ مفتی صاحب نے مسنون دعائیں، طہارت ونماز، آداب وسنن اور اسلامی کوئز پر مشتمل ایک جامع رسالہ تیار کر دیا ہے، جو نہ تو اس قدر ضخیم ہے کہ یاد کرنے اور پڑھنے والوں کو دشواری ہو اور نہ اس قدر مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے، ہر موقع کے لیے دعائیں بھی اس رسالہ میں بحوالہ منقول ومذکور ہیں اور کلمہ، نماز وغیرہ کا ذکر بھی بقدر ضرورت موجود ہے، سوال وجواب کے انداز میں بنیادی دینی تعلیم کو ذہن نشیں کرانے کی کوشش بھی محمود ومقبول ہے، مفتی صاحب نے اس رسالہ کی تالیف کر کے مفید خدمت انجام دی ہے، رسالہ اس لائق ہے کہ بڑے اس سے استفادہ کریں اور بچے دعاؤں کو یاد کر کے اور سوال وجواب کو ذہن میں محفوظ کر کے دنیا وآخرت کو سنواریں، اسے اسکول کے نصاب میں بھی شامل کیا جاسکتا ہے، خصوصا اسلامی کوئز والے حصے سے چھوٹے بچے زیادہ استفادہ کر سکتے ہیں، میں اس اہم کتاب کی تالیف پر مفتی صاحب موصوف کو مبارکباد دیتا ہوں اور اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کا نفع عام وتام فرمائے آمین یا رب العالمین وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلی اٰلہ وصحبہ اجمعین۔

تاریخ اسلام کی چند جھلکیاں

اسدالحق شیدائی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال اخلاق:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر و باطن میں سب لوگوں سے بہتر تھے، آپ میں صبر، بردباری، درگزر، فروتنی ، شرم، مروت، مہربانی، متانت حسن ادب، جواں مردی اور دیگر صفات حسنہ اس قدر جمع تھیں کہ کسی ایک شخص میں جمع نہ ہوئیں اور نہ ہوں گی۔

آپ نے اپنے ہاتھ سے کسی کو نہیں مارا حتی کہ خادمہ تک کو اپنی زبان مبارک سے رنج نہیں پہنچایا اور جو تکلیف آپ کو پہنچتی اس کا عوض کبھی نہ لیتے، جہاد کے سوا کسی وقت آپ نے کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا، تنعیم والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی تھی جب وہ گرفتار ہو کر آئے تو ان کو رہا کر دیا، اسیران بدر کے ساتھ جو سلوک آپ نے کیا، دنیا کی تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے، فتح مکہ کے موقع پر ابوسفیان جیسے جانی دشمن کی جان بخشی اور رہائی دی، کفار مکہ کی عام معافی اور اسیران حبش کی بلا کسی فدیہ کے غیر مشروط رہائی، آپ کے رحمت للعالمین اور کامل معلم اخلاق ہونے کے روشن ثبوت ہیں، طائف کے لوگوں نے آپ پر جو مظالم کئے وہ انسانیت کے دامن پر بدنما داغ ہیں، لیکن ایسے سنگدل دشمنوں کے لئے بھی بددعا نہ کی، بلکہ ان کے حق میں خدا سے دعا کی۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نا سمجھ ہیں۔ ع

سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال اخلاق کا ذکر خداوند قدوس نے قرآن کریم میں اس طرح کیا ہے۔ ''اے محمد! بے شک تو اخلاق کے بڑے درجہ پر ہے'' اللہ اللہ کتنا بلند مقام ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ کبھی آپ نے تین روز تک متواتر سیر ہو کر گیہوں کی روٹی نہیں کھائی، زیادہ تر آپ کی غذا کھجوریں اور پانی تھی، آپ کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی کھال بھری رہتی تھی، اہل تشیع کی مشہور کتاب کافی میں درج ہے کہ ''انصار'' نے آپ سے عرض کیا: یارسول اللہ باہر سے قاصد آتے ہیں آپ کے پاس کچھ نہیں ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم کچھ خدمت کریں کیونکہ آپ کے اس افلاس پر دشمن ہنستے ہیں ''مسیح و خضر سے اونچا مقام ہے تیرا''۔

حضرت فاطمہؓ سے محبت:

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو مجھ سے زیادہ محبت ہے یا فاطمہ سے؟ حضرت علیؓ کا یہ سوال محض اس فخر و ناز کے باعث تھا جو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: ''فاطمہ مجھے تم سے زیادہ محبوب ہے اور تم مجھے فاطمہ سے زیادہ عزیز ہو''۔

سچی خوشی:

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے بہت محبت کرتے تھے اور ہمیشہ ان دونوں کو اپنے لڑکوں پر مقدم رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ یمن سے کچھ حُلّے مدینہ آئے حضرت عمرؓ نے انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا، لوگ وہ حلے پہن کر مسرت سے باہر نکلے، حضرت عمرؓ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے، لوگ آپ کے پاس آتے اور آپ کو سلام کرتے کچھ دیر بعد حضرت حسن اور حسینؓ بھی اپنی والدہ فاطمہ کے گھر سے نکلے لیکن وہ کوئی حلے پہنے ہوئے نہ تھے، انہیں دیکھتے ہی حضرت عمرؓ بے قرار ہو گئے اور آپ نے لوگوں سے فرمایا: مجھے تم لوگوں کو حلے دینے سے کوئی خوشی نہیں ہوئی، لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا ان دونوں بچوں کی وجہ سے دوسرے لوگ حلے پہنے ہوئے ہیں لیکن ان کے جسم حلوں سے خالی ہیں، یہ کہہ کر اسی وقت یمن کے عامل کو فرمان لکھا کہ حسنؓ اور حسینؓ کے لئے فی الفور دو عمدہ حلے بھیجدو اس نے حکم کی تعمیل کی جب حلے آ گئے تو حضرت عمرؓ نے حسنؓ اور حسینؓ کو پہنائے اور فرمایا: اب مجھے سچی خوشی حاصل ہوئی۔

جذبۂ عقیدت:

جنگ احد کی مشہور لڑائی میں عمار بن زیادہ کے شہید ہونے کا حال جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے ان کی لاش اپنے پاس لانے کے لئے حکم دیا، لیکن عمارؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری قدمبوسی کا شرف چونکہ حاصل ہونا ابھی باقی تھا، لہذا ان کا آخری دم ہنوز لبوں پر ہی تھا، اصحابؓ نے جیسے ہی عمار بن زیادہ کا لاش روبرو لا کر رکھا عمارؓ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر اپنا منہ رکھ دیا اور اپنے رخساروں سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوؤں کو سہلاتے ہوئے شہید ہو گئے، اللہ اللہ کیا جذبۂ عقیدت تھا اور وہ مسلمان کس قدر شیدائی شہادت تھے، عمار بن زیادہ کی اس نیازمندی کے متعلق اس تاریخی واقعہ پر کسی نے کیا خوب لکھا ہے:

بہ بچہ نازرفتہ باشد زجہان نیازمندی

کہ بہ وقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

حضرت فاطمہؓ نے گلوبند توڑ دیا:

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا گلوبند دیکھا، اور یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کے لئے خریدا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا کیوں فاطمہ! لوگ تمہارا زیور دیکھ کر نہ کہیں گے کہ محمد کی بیٹی فاطمہ مغرور امیروں سا زیور پہنتی ہے، اتنا سنتے ہی سیدہ فاطمہؓ نے اسے توڑ ڈالا اور بیچ کر ایک غلام خریدا اور اسے راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

حضرت حسنؓ کی فیاضی و سخاوت:

سخاوت اور فیاضی حضرت امام حسنؓ کے خمیر میں داخل تھی، آپ نے اپنی زندگی میں کسی مانگنے والے کے سوال کو کبھی رد نہیں فرمایا، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ ایک کھجور کے درخت کی طرف سے گزر رہے تھے آپ نے اس باغ کے چوکیدار کو دیکھا کہ باغ میں بیٹھا کھانا کھا رہا ہے، ایک لقمہ خود کھاتا تھا اور دوسرا کتے کو دیتا تھا، آپ نے غلام سے دریافت کیا کہ کتے کو بھگا کیوں نہیں دیتے، غلام نے جواب دیا کہ میری آنکھوں کو اس کی آنکھ سے شرم آتی ہے، یہ سنکر غلام کو آپ نے وہیں ٹھہرنے کے لئے کہا اور خود باغ کے مالک کے پاس پہنچے اور اس سے باغ اور غلام دونوں کو خرید لیا، واپس آ کر آپ نے غلام کو آزاد کر دیا اور باغ اس کو دے دیا، حضرت حسنؓ کی اس فیاضی اور ہمدردی کا اثر غلام کی طبیعت پر ایسا ہوا کہ اس نے بھی باغ کو راہ خدا میں دے دیا۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ:

مغیرہؓ کا غلام ابولؤلؤ چکیاں بنایا کرتا تھا، اس کے آقا اس سے دو درہم بطور ٹیکس لیا کرتے تھے، ابولؤلؤ فیروز عائد کردہ ٹیکس میں کمی کرنے کی غرض سے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت عمرؓ نے دریافت حال کے بعد فرمایا کہ جب تم نجاری، نقاشی اور آہنگری کی صنعتوں سے روزی کماتے ہو تو ایسی صورت میں مقررہ ٹیکس کچھ زیادہ نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ کے منصفانہ فیصلہ نے ابولؤلؤ کو برہم کر دیا اور اس کے دل میں حضرت عمرؓ کی طرف سے دشمنی کا جذبہ پیدا ہو گیا اس نے ایک خنجر زہر میں بجھایا اور حضرت عمرؓ کو شہید کرنے کی فکر میں لگا رہا۔

حضرت عمرؓ حسب معمول سب سے پہلے صبح کی نماز ادا کرنے لئے مسجد میں تشریف لائے اور جب آپ نماز پڑھا رہے تھے یہ مشتعل غلام مسجد میں داخل ہوا اور آپ پر خنجر سے کئی وار کئے جن میں سے ایک زخم ناف کے نیچے لگا اور وہی شہادت کا باعث ہوا، فاروق اعظمؓ کے پیچھے صف میں حضرت کلیبؓ بن بکر لیثی تھے ان کو بھی اس یہودی غلام نے شہید کر دیا اور جب لوگوں نے اس کو پکڑا تو اس نے خودکشی کر لی۔ حضرت عمرؓ زخم کھا کر گر پڑے اور فرمایا، قاتل کو پہچانو! لوگوں نے نام بتایا تو کہنے لگے الحمد للہ میرا قاتل کوئی مسلمان نہیں بلکہ ایک ایسا شخص ہے جس نے اپنے رب کو کبھی ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

اس حادثہ کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز فجر لوگوں کو پڑھائی، حضرت عمرؓ کو اٹھا کر مکان میں لائے جب دوا پلائی گئی تو زخم کی راہ سے باہر نکل پڑی، اس لئے جانبر ہونے کی امید نہیں رہی، وفات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کی استدعا کی، جس کو حضرت عائشہؓ نے قبول فرمایا اور کہا میں امیر المومنین کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے واپس آ کر خوش خبری سنائی، فرمایا یہی سب سے بڑی آرزو تھی، بالآخر زخم لگنے سے تیسرے دن چہارشنبہ کی شام کو وفات پائی، بموجب وصیت حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، عمر ۶۳ سال تھی، آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے بائیں پہلو میں بدھ کے روز صبح میں دفن کیا گیا۔

مجھے انصاف چاہئے:

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد نبوی کے ساتھ تھا، اور اس مکان کا پرنالہ مسجد کی طرف تھا جب بارش ہوتی تو پرنالہ سے پانی گرتا جس کے چھینٹے نمازیوں پر پڑتے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نمازیوں پر چھینٹے پڑتے دیکھے تو پرنالے کو اکھاڑ پھینکا، سیدنا عباسؓ آئے دیکھا ان کے مکان کا پرنالہ اتار دیا گیا ہے، پوچھا یہ کس نے اتارا، جواب ملا امیر المومنین نے نمازیوں پر چھینٹے پڑتے دیکھے تو اسے اتار دیا، سیدنا عباسؓ نے قاضی کے سامنے مقدمہ دائر کر دیا۔

چیف جسٹس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں، امیر المومنین ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی عدالت میں پیش ہوئے تو جج صاحب لوگوں کے مقدمات سن رہے ہیں اور سیدنا عمر عدالت کے باہر انتظار کر رہے ہیں، کافی انتظار کے بعد جب سیدنا عمرؓ عدالت کے روبرو پیش ہوئے تو بات کرنے لگے، مگر ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے روک دیا کہ پہلے مدعی کا حق ہے کہ وہ اپنا دعوی پیش کرے، یہ عمرؓ کے دور کا چیف جسٹس ہے، سیدنا عباسؓ دعوی پیش کرتے ہیں کہ میرے مکان کا پرنالہ شروع سے مسجد نبوی کی طرف تھا، زمانہ نبوی کے بعد سیدنا ابوبکرؓ کے دور میں بھی یہی رہا، لیکن عمرؓ نے میرے مکان کا پرنالہ میری عدم موجودگی میں میری اجازت کے بغیر اتار دیا ہے، لہذا مجھے انصاف چاہیے، چیف جسٹس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے کہ ہیں آپ بےفکر رہیں آپ کو انصاف ملے گا۔

قاضی نے سیدنا عمرؓ سے پوچھا آپ نے سیدنا عباسؓ کے گھر کا پرنالہ کیوں اتارا؟ بائیس لاکھ مربع میل کا حاکم کٹہرے میں کھڑا ہو کر کہتا ہے، سیدنا عباسؓ کے مکان کا پرنالہ مسجد نبوی کی طرف تھا جب بارش ہوتی ہے تو پرنالے سے پانی بہتا ہے اور چھینٹے نمازیوں پر پڑتے ہیں جس سے نمازیوں کو پریشانی ہوتی ہے اس لیے میں نے اسے اتار دیا، ابی بن کعبؓ نے دیکھا کہ سیدنا عباسؓ کچھ کہنا چاہ رہے ہیں، پوچھا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟؟ سیدنا عباسؓ کہتے ہیں یہ جس جگہ میرا مکان ہے یہاں رسول پاک ﷺ نے اپنی چھڑی سے مجھے نشان لگا کر دیا اور میں نے اسی جگہ مکان بنایا پھر جب پرنالہ نصب کرنے کا وقت آیا تو رسول پاک ﷺ نے کہا چچا میرے کندھے پر کھڑے ہو کر اس جگہ پرنالہ نصب کر دیں میں نے نبی پاک ﷺ کے کندھے پر کھڑا ہونے سے انکار کیا، مگر بھتیجے کے اصرار پر میں نے ان کے کندھے پر کھڑا ہو کر یہاں پرنالہ نصب کیا۔ یہاں پرنالہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے خود لگوایا تھا، ابی بن کعب نے پوچھا اس کا کوئی گواہ ہے آپ کے پاس؟ سیدنا عباسؓ جلدی سے باہر گئے اور کچھ انصار کو لے کر آئے انہوں نے گواہی دی کہ سیدنا عباسؓ سچ کہہ رہے ہیں، یہ سنتے ہی سیدنا عمرؓ کے ہوش اڑ گئے اور رونے لگے، آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی، اپنا پیارا نبی یاد آ گیا، اور زمانہ نبوی کا منظر نظروں میں گھوم گیا، عدالت میں سب کے سامنے یہ بائیس لاکھ مربع میل کا حاکم سر جھکائے کھڑا ہے، جس کا نام سن کر قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں لرزہ طاری ہو جاتا تھا، سیدنا عباسؓ سے کہا مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ پرنالہ رسول پاک ﷺ نے خود لگوایا ہے، آپ چلیے میرے ساتھ جیسے رسول پاکؐ نے یہ پرنالہ لگوایا تھا ویسے ہی آپ لگائیں، چشم کائنات نے دیکھا! وقت کا حاکم دونوں ہاتھ مکان کی دیوار سے ٹکا کر کھڑا ہو گیا بالکل اسی طرح جیسے رسول پاکؐ کھڑے ہوئے تھے، سیدنا عباسؓ امیر المومنین کے کندھوں پر کھڑے ہوئے اور دوبارہ اسی جگہ پرنالہ لگا دیا۔ وقت کے حاکم کا یہ سلوک دیکھ کر سیدنا عباسؓ نے مکان مسجد نبوی کو وقف کر دیا (مسند الامام أحمد بن حنبل، ۱۔۲۱۰، الحدیث رقم: ۱۷۹۰)

تبلیغی جماعت کو عدالتی انصاف

عامر سلیم خان

تبلیغی جماعت اور حضرت نظام الدین واقع مرکز کو کلین چٹ تو پہلے بھی مل چکی ہے تاہم بمبئی ہائیکورٹ کی اورنگ آباد بینچ نے جن واضح الفاظ میں فیصلہ سنایا ہے وہ گھناؤنا پروپیگنڈہ پھیلانے والی میڈیا کے منہ پر زور کا طمانچہ ہے، ہائیکورٹ کی اورنگ آباد بینچ نے لگی لپٹی کے بغیر فیصلہ سناتے ہوئے کہا کہ کورونا کے لئے تبلیغی جماعت کو بلی کا بکرا بنایا گیا، عدالت عالیہ نے کہا کہ دہلی مرکز میں منعقد اجتماع میں شامل ہونے آئے غیر ملکی شہریوں کے خلاف پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں پروپیگنڈہ چلایا گیا اور ایسی امیج بنانے کی کوشش کی گئی کہ یہی لوگ بھارت میں کورونا وباء پھیلانے کے ذمہ دار تھے۔ اورنگ آباد بینچ میں ۲۹ غیر ملکی شہریوں کا مقدمہ چل رہا تھا جن پر انتظامیہ کی طرف سے مختلف دفعات کے تحت الزامات عائد کئے گئے تھے، ان پر نہ صرف کورونا وباء پھیلاؤ کا الزام تھا بلکہ یہ بھی کہ انہوں نے ویزا قوانین کی خلاف ورزی کی تھی، اتنا ہی نہیں بلکہ بھارت میں اسلامی تبلیغی کا بھی الزام عائد کیا گیا تھا، اسی طرح کے کچھ مقدمات دیش کی دیگر ریاستوں میں بھی جاری ہیں اور کچھ میں انصاف مل چکا ہے۔

اورنگ آباد بینچ نے واضح الفاظ میں کہا کہ ٹورسٹ ویزے پر آکر عبادت میں مشغول ہونا یا اپنے دین کے مطابق عقیدتمندوں کے لئے کہیں جانا کوئی جرم نہیں، علاوہ ازیں چونکہ وہ غیر ملکی شہری بھارتی زبان نہیں جانتے اس لئے ان پر اسلام کی تبلیغ کا جبریہ الزام بھی جھوٹا ہے، عدالت عالیہ نے ان غیر ملکی شہریوں پر انتظامیہ کی طرف سے عائد کئے گئے تمام ایف آئی آر کو کالعدم قرار دے دیا۔ اب ایسے میں وہ وجوہات باقی رہ جاتیں کہ آخر ان الزامات کے پس پردہ کون سے عوامل کارفرما تھے، تو عدالت نے اس پورے گھناؤنے معاملے سے پردہ اٹھاتے ہوئے کہا ایسا لگتا ہے کہ جان بوجھ کر انہیں بلی کا بکرا بنایا گیا، انہیں الزامات میں گھسیٹا گیا، عدالت نے یہ بھی واضح کیا کہ ایسے حالات میں جب کہ آفات و مصائب آتے ہیں تو حکومتیں کچھ لوگوں کو تلاش کر کے سارا ٹھیکرا ان کے سر پھوڑنے کی کوشش کرتی ہیں، اب تک یہ باتیں مظلوم تبلیغی اور انصاف پسند عوام کہتے آرہے تھے لیکن عدالت نے ڈرامہ کا آخری سین کھول کر رکھ دیا۔

جسٹس نلوڑے نے کہا کہ ریکارڈ پر موجود دستاویز دکھاتے ہوئے تبلیغی جماعت مسلمانوں کا کوئی الگ طبقہ نہیں ہے بلکہ یہ صرف مذہب کی اصلاحی تحریک ہے اور سماج میں ایسی اصلاح ہوتی رہنی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ایسا بھی کچھ نہیں کہ ان غیر ملکیوں کا ارادہ کسی کا مذہب تبدیل کرانے کا تھا، تبلیغی جماعت کی کردارکشی کی تنقید کرتے ہوئے جسٹس نلوڑے نے کہا کہ دہلی مرکز میں شامل ہونے آئے غیر ملکی شہریوں کے خلاف پرنٹ اور الکٹرانک میڈیا میں بہت پروپیگندہ چلایا گیا اور ایسی امیج بنانے کی کوشش کی گئی کہ یہی لوگ ہندوستان میں کووڈ-۱۹ پھیلانے کے ذمہ دار تھے، دراصل یہ معاملہ نئی دہلی میں واقع بستی نظام الدین کے تبلیغی مرکز کا ہے جہاں مارچ کے وسط میں ہونے والے عالمی اجتماع میں شرکت کے لئے بھارت کے علاوہ مختلف ممالک سے لوگ آئے تھے، ان میں سے بڑی تعداد میں بھارتی شہری اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تھے اور غیر ملکی شہری بھی کچھ چلے گئے لیکن ۲۳ مارچ ۲۰۲۰ء کو لاک ڈاؤن نافذ ہونے کے بعد ۹۵۰ غیر ملکی مرکز میں پھنس گئے جن کے بارے میں میڈیا نے پھیلایا کہ وہ چھپے ہوئے تھے۔

دنیا کے ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ممالک میں شاید ہی ایسی کوئی مثال ملتی ہو کہ خدائی عتاب کو کسی ایک طبقہ سے جوڑ دیا جائے لیکن ہمارے ملک میں کورونا عالمی وباء کے دوران یہ سبھی کچھ ہوا۔ نہ صرف تبلیغی جماعت بلکہ اس کے سہارے پورے ملک میں میڈیا نے یہ تاثر پھیلایا کہ کورونا وباء پھیلانے کے ذمہ دار مسلمان ہیں، دیش میں ایسے حالات ہوئے کہ لوگ مسلمانوں سے راہ کٹ کر چلنے لگے، اتنا ہی نہیں حکومتی اداروں اور انتظامیہ نے میڈیا کے گھناؤنے پروپیگنڈہ کی بھرپور پیروی کرتے ہوئے تبلیغی جماعت پر شکنجہ کسنا شروع کردیا، حالانکہ اس پر خوب جگ ہنسائی بھی ہوئی اور انسانی حقوق کی نگہبانی ملکی اور عالمی تنظیموں نے ایسے اقدامات پر جم کر تنقید کرتے ہوئے میڈیا اور حکومت کے کردار کو متعصّبانہ اور جانبدارانہ بتایا، ہر طرف سے تنقیدوں کی بوچھار ہونے لگی، دیش کے سماجی کارکنوں اور انصاف پسند طبقہ نے ان پروپیگنڈوں کو گھناؤنا بتاتے ہوئے ایسے حالات کے لئے حکومت کی لتاڑ لگائی۔

آج ہمارے ملک میں روز بروز کورونا عالمی وباء کا پھیلاؤ جاری ہے اور روزانہ کے حساب سے متاثرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے، طبی ساز و سامان کی کمیابی کی وجہ سے وباء کا پھیلاؤ بے قابو ہوتا جارہا ہے، بلی کا بکرا تو اب ٹھیکرہ پھوڑنے کے لئے نہیں رہا اس لئے مرکز اور غیر بی جے پی ریاستوں میں ٹھنی ہوئی ہے، بجائے یہ کہ کورونا وباء کے علاج پر توانائی صرف کی جائے ایک دوسرے پر الزامات کی بوچھار ہورہی ہے، کورونا عالمی وباء نے ملک میں جو تباہ کاریاں مثلاً بیروزگاری، کاروبار کی بربادی، معیشت کا حد سے زیادہ برا حال کیا ہے اس پر عدم سنجیدگی جگ ظاہر ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں کہ ان چار پانچ مہینوں میں غیر ملکی شہریوں اور تبلیغی جماعت پر جو ظلم و ستم ہوئے ان کا مداوا کون بنے گا، کون ہوگا جو اس کا حساب چکتا کرے گا؟ ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے عدالت کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور میڈیا اداروں سے کفارہ ادا کرانا چاہئے، انتظامیہ کو اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی بھرپائی کرنی چاہئے اور اس کے لئے حکومت کو آگے آکر تبلیغی جماعت کے زخموں پر مرہم پٹی کرنی چاہئے، معاملہ میں تبلیغی جماعت کو بلی کا بکرا بنانے کے خلاف انصاف کے لئے کئی تنظیمیں اور انفرادی طور پر بھی عدالتوں اور سپریم کورٹ میں بھی مقدمات ہیں، اب دیکھنا یہ ہے کہ اورنگ آباد بینچ کی نظیر کے بعد سپریم کورٹ کا کیا فیصلہ آتا ہے۔

جمہوریت اور آئینی اداروں کے تحفظ میں سپریم کورٹ کی ناکامی خطرناک

عبید اللہ ناصر

ہندوستان کے سپریم کورٹ کے سامنے گزشتہ دنوں ٹھیک ویسی ہی کشمکش پیدا ہوگئی تھی جیسی ۱۹۱۷ء میں چمپارن کے برٹش ضلع جج کے سامنے مہاتما گاندھی کے مقدمہ کے سلسلہ میں پیدا ہوگئی تھی، برٹش جج چاہتا تھا کہ مہاتما گاندھی کسی طرح ان کی بات مان لیں اور چمپارن چھوڑ کر چلے جائیں، مہاتما گاندھی بضد تھے کہ نہ تو وہ چمپارن چھوڑیں گے نہ عدالت میں اپنی ضمانت پیش کریں گے، نہ عدالت سے کسی قسم کی رحم کی درخواست کریں گے، آخرکار برٹش جج کو ہی مہاتما گاندھی کو بلاشرط رہا کرنا پڑا تھا۔ توہین عدالت کے معاملہ میں ملک کے ممتاز ترین وکیل اور حققوق انسانی کے کارکن پرشانت بھوشن کے مقدمہ میں بھی سپریم کورٹ ایسی ہی کشمکش میں مبتلا ہے۔ بزعم خود اس نے ان پر ان کے ایک ٹوئٹ کو لے کر توہین عدالت کا کیس درج کرلیا اور تین رکنی بنچ نے انھیں مجرم گردانتے ہوئے سزا سنانے کا بھی فیصلہ کرلیا، لیکن جب سزا سنانے کا موقعہ آیا تو بغلیں جھانکنے لگی۔ وہ بار بار پرشانت بھوشن پر زور ڈال رہی تھی کہ وہ عدالت کے سامنے اپنے ٹوئٹ پر معذرت کرلیں، لیکن پرشانت بھوشن نے ایسا کچھ بھی کرنے سے انکار کردیا۔

بری طرح گھری بنچ نے عدالت کو اپنے موقف پر پھر غور کرنے کے لئے انھیں خود اپنی طرف سے بلا مانگے مزید وقت دے دیا اور اب پرشانت بھوشن نے پھر عدالت کو منہ توڑ جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر میں نے معافی مانگ لی تو یہ میرے ضمیر کی توہین ہوگی۔ دو صفحات پر مشتمل اپنے بیان میں پرشانت بھوشن نے کہا ہے کہ معافی نامہ پوری ایمانداری والا ہونا چاہیے، جبکہ میں نے نیک نیتی سے بیان دیا تھا میرے ٹوئٹ کو مثبت تنقید کے طور پر دیکھا جانا چاہیے اس کا مقصد کسی چیف جسٹس کے قد کو کم کرنا نہیں تھا۔ کورٹ کے میرے ٹوئٹ کو اور میرے مافی الضمیر کو نہیں سمجھا اس عدالت کے ۲۰؍اگست کے فیصلہ پر میں حیرت زدہ اور افسردہ ہوں۔

دراصل گزشتہ کچھ برسوں سے جب سے مودی جی برسراقتدار آئے ہیں تمام جمہوری اور آئینی اداروں کے کام کاج میں شرمناک انحطاط دیکھنے کو مل رہا ہے، کوئی ایسا ادارہ نہیں بچا ہے جو اپنے مقصد اور فرض منصبی کو لے کر حساس ہو، ہرجگہ مودی جی نے سنگھ پریوار کے پروردہ یا پھر اس کے نظریات سے متاثر افراد کو بٹھا کر اس مقصد کو قتل کردیا ہے، جس مقصد کے تحت یہ آئینی ادارہ قائم کیے گئے تھے۔ ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ لوک سبھا یا اسمبلیوں میں اپنی اکثریت اور نفری قوت کے بل پر کوئی حکومت آمرانہ طرز عمل نہ اختیار کرسکے اور آئین ہند کے محض الفاظ ہی نہیں بلکہ اس کی روح کے مطابق بھی کام کرے۔ لیکن چاہے الیکشن کمیشن ہو یا حقوق انسانی کمیشن یا دیگر ادارہ جیسے کمپٹرولر اور آڈیٹر جنرل سی بی آئی ای ڈی سب کے سب سرکار کی ہاں میں ہاں ملانے والے ادارہ بن گئے ہیں لیکن سب سے شرمناک انحطاط ہماری میڈیا اور عدلیہ میں دیکھنے کو مل رہا ہے۔ جمہوریت کے ان ڈان ستونوں کو جمہوریت کا محافظ یا واچ ڈاگ کہا جاتا ہے لیکن آج جو کچھ دیکھنے کو مل رہا ہے اس سے ہر حساس جمہوریت نواز شخص کا فکرمند ہونا لازمی ہے اور پرشانت بھوشن کا ٹوئٹ ان کا بیان اور ان کا انداز اسی فکرمندی کا آئینہ اور ملک کے لاکھوں کروڑوں لوگوں کے دل کی آواز ہے۔ عدالت خاص کر سپریم کورٹ کی سب سے اہم ذمہ داری انصاف کرنا، مجرم کو اس کے جرم کے مطابق سزا دینا تو ہے ہی لیکن وہ ہمارے آئینی نظام کا محافظ بھی ہے، وہ عوام اپنی جمہوری حقوق کا محافظ بھی ہے، لیکن گزشتہ چند برسوں سے وہ اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں بری طرح ناکام رہا ہے اس کے فیصلوں سے حکومت کو راحت اور اور اپنی من مانی کرنے کی چھوٹ تو ملی ہے لیکن عوام کے حققوق اور خود سپریم کورٹ کی ساخ متاثر ہوئی ہے۔

سابق چیف جسٹس گگوئی کی قیادت میں چاہے رافیل جنگی جہازوں کے سودے کا معاملہ ہو، چاہے سی بی آئی کے سابق سربراہ رنجیت سنگھ کے معاملہ میں ان کا فیصلہ رہا ہو، یا بابری مسجد سے متعلق فیصلہ، ان کے تمام فیصلہ بادی النظر میں انصاف کے تقاضوں پر کھرے نہیں اترتے اور خود سپریم کورٹ کے ہی کئی سبکدوش ججوں نے ان فیصلوں پر اعتراض کیا ہے جن میں جسٹس لوکر، جسٹس کاٹجو، جسٹس بنرجی، جسٹس ساونت، جسٹس شاہ وغیرہ شامل ہیں۔ سبکدوش ہونے کے بعد ہی چیف جسٹس گگوئی کا حکومت کی جانب سے راجیہ سبھا کے لئے نامزد کیا جانا اس شک کو تقویت دیتا ہے انہوں نے لالچ اور دباؤ میں آکر یہ فیصلے کیے تھے حالانکہ یہ بھی حقیقت ہے کہ بنچ میں دیگر جج صاحبان بھی شامل تھے۔ اس معاملہ میں موجودہ چیف جسٹس بوبڈے کا دور تو اور بھی سوالات کے گھیرے میں ہے، حکومت نے شہری ترمیمی قانون بنایا، امید تو یہ کی جاتی تھی کہ آئین ہند کے محافظ صدر جمہوریہ اسی طرح ان بلوں کو منظوری دینے سے قبل کم سے کم کابینہ کو نظر ثانی کے لئے بھیج دیں گے، جیسے آنجہانی صدر جمہوریہ گیانی ذیل سنگھ نے پوسٹل بل کے سلسلہ میں کیا تھا، لیکن انہوں نے آنکھ بند کر کے ان غیر آئینی بلوں کو منظوری دے دی۔

گزشتہ دنوں موقر انگریزی روزنامہ انڈین ایکسپریس نے صفحہ اول پر اپنی ایک خبر میں بتایا تھا کہ کس طرح سپریم کورٹ نے ان صحافیوں کو راحت پہنچائی تھی جو حکومت کے منظور نظر ہیں، ان میں ارنب گوسوامی، امیش دیوگن خاص طور سے قابل ذکر ہیں جبکہ ونود دوا جیسے صحافیوں کو جن کے سامنے مذکورہ دونوں صحافی طفل مکتب ہیں کوئی راحت نہیں دی گئی۔ پولیس افسر سنجیو بھٹ، ڈاکٹر کفیل خان حقوق انسانی کے علمبردار آدیواسیوں اور سماج کے کمزور طبقوں کی آواز اٹھانے والے گوتم نولکھا، تیلگو شاعر ویرورا اور جیسے نہ جانے کتنے لوگ حکومت کا عتاب جھیل رہے ہیں، ان کے معاملہ میں عدالتیں انصاف کا تقاضہ پورا کرنا تو درکنار، انصاف کا خون کررہی ہیں۔

اتر پردیش کے وزیراعلی یوگی ادتیہ ناتھ خود اپنے اوپر درج سنگین دفعات کے مقدمہ واپس لے لیتے ہیں اور ہائی کورٹ اسے درست قرار دے دیتا ہے، یعنی ملزم خود اپنا منصف ہوسکتا ہے، اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل ہوتی ہے اور وہاں تاریخ پر تاریخ دے کر یوگی جی کو کھلا موقعہ فراہم کیا جاتا ہے، جبکہ اس کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کرنے والے سینئر صحافی پرویز پرواز کو اجتماعی آبروریزی کے ایک معاملہ میں فطری انصاف کے تمام تقاضوں کو درکنار کرتے ہوئے سیشن عدالت سے عمر قید کی سزا سنا دی جاتی ہے۔ انگریزی کے متعدد اخباروں میں اور یوٹیوب کے مختلف چینلوں میں عدلیہ کی اس روش سے جمہوریت کو درپیش خطرات اور ناانصافیوں کے خلاف آواز اٹھائی گئی، سپریم کورٹ کے فاضل جج صاحبان نے ان مضامین کو پڑھا ضرور ہوگا۔ اگر اس پر بھی ان کا ضمیر بیدار نہیں ہوا تو پھر اس ملک میں جمہوریت، شخصی آزادی اور آئینی حقوق کا خدا ہی حافظ، پرشانت بھوشن اس اندھیرے میں امید کی شمع بن کر ابھرے ہیں۔

کووڈ-19 اور اساتذہ کے شب و روز

اداریہ انڈین ایکسپریس ۲۶/ اگست ۲۰۲۰ء (ترجمہ: محمد عادل فریدی)

کووڈ-۱۹ کی وبا نے اسکولی نظام کو آن لائن کرنے پر مجبور کر دیا ہے، لیکن ڈیجیٹل عدم مساوات اس راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے، بچوں کی بیشتر تعداد ایسی ہے جن کے پاس اسمارٹ فون، ذاتی لیپ ٹاپ یا انٹرنیٹ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ورچوئل کلاس رومز (آن لائن درجات) کے علاوہ دوسری کوئی صورت نہیں ہو سکتی جس کے ذریعہ اسکول آنے سے معذور تمام بچوں کی تعلیم جاری رکھی جا سکے۔ بہت سے تخلیقی ذہن و فکر کے حامل اساتذہ نے تو زمینی سطح پر اس کی متبادل صورتوں پر کام شروع کر دیا ہے۔ اس اخبار میں شائع کردہ اساتذہ کے متعدد تخلیقی اقدامات، یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نہ صرف مطلوب ہے بلکہ حکومتوں اور کمیونٹیز کے لئے بھی ایسا حل تلاش کرنا ممکن ہے جو آخری بچے کو بھی ساتھ لے کر چل سکے۔

مثال کے طور پر کرناٹک میں کمیونٹی اسکولنگ کا وتر شالے ماڈل متعارف کرایا گیا ہے، اس کے تحت کھلی عوامی جگہوں مثلاً مندروں، صحنوں، مسجدوں اور دوسری عبادت گاہوں میں سماجی دوری کے ضابطوں کی پابندی کے ساتھ چھوٹے چھوٹے گروپس میں بچوں کی تعلیم شروع کی گئی ہے۔ وہاں سرکاری اسکولوں کے اساتذہ کی ایک ٹیم نے پینڈامک کلاس روم کے نام سے یہ پہل کی ہے۔ (امارت شرعیہ بہار اڈیشہ و جھارکھنڈ نے بھی اپنے دائرہ کار میں چل رہے تمام مکاتب و مدارس کے اساتذہ کو کئی ہفتوں پہلے ہی یہ ہدایت جاری کی تھی کہ وہ کھلے ہوئے عوامی مقامات پر سماجی دوری کے ضابطوں کی پابندی کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں علاحدہ علاحدہ بیچ بنا کر بچوں کی تعلیم کا نظم کریں۔ امارت شرعیہ کے تحت چل رہے متعدد مکاتب و مدارس کے اساتذہ نے بھی اس نہج پر تعلیم شروع کی ہے، یہ طریقہ اچھا ہے خاص کر دیہاتوں میں جہاں وبا کا اثر کم ہے، اس طریقہ کو عمل میں لانا چاہئے تاکہ بچوں کا زیادہ تعلیمی حرج نہ ہو: مترجم)

کیوں کہ بیشتر ریاستوں میں صرف تیس فیصد بچوں کو ہی ڈیجیٹل رسائی حاصل ہے، اس کے علاوہ ذات پات اور صنفی عدم مساوات جیسے دیگر عوامل تصویر کو اور زیادہ بدتر بناتے ہیں۔ نیز خاص طور پر بہت زیادہ غربت زدہ علاقوں میں بچوں کو بال مزدوری اور بچپن میں شادی جیسے کاموں کے لیے بھی مجبور کیے جانے کا امکان ہوتا ہے۔ اسی طرح سکم کے ایک گاؤں میں حساب کی ایک فکرمند خاتون ٹیچر اپنے گاؤں میں گھر گھر جا کر بچوں کو مختصر اسباق دیتی ہیں، تاکہ ان کے گاؤں کا کوئی بچہ خواندگی کی جماعت سے محروم نہ رہ جائے۔ چھتیس گڑھ صوبہ کے ایک گاؤں بستر میں مقامی انتظامیہ نے اساتذہ کو اجازت دی ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ انگریزی کے اسباق نشر کریں۔ سکم اور کرناٹک دونوں ریاستوں کی حکومتوں نے وہاں کے اساتذہ کے ذریعہ شروع کیے گئے ان اختراعی اقدامات پر مثبت ردعمل دکھایا اور کووڈ-۱۹ کے چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے تعلیمی پروگرام کو جاری رکھنے کے لیے ان جدید طریقوں کو قبول کیا ہے۔

اگرچہ یہ تعداد میں کم ہیں، مگر یہ مثالیں ایسے نظام تعلیم میں امید کی کرن ہیں جو طلبہ و اساتذہ دونوں میں تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارتی ہیں۔ ان اساتذہ نے سرکاری اسکولوں کے اساتذہ کے بارے میں پائی جانے والی اس عمومی سوچ کو بھی غلط ثابت کیا ہے کہ وہ لاپرواہ، عزم سے عاری، غیر تربیت یافتہ، سست اور دقیانوسی فکر والے ہوتے ہیں، بلکہ انہوں نے ثابت کیا کہ سرکاری اسکول کے اساتذہ کے اندر بھی تخلیقی اور اختراعی فکر موجود ہے، ضرورت ہے کہ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور انہیں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو دکھانے کے مواقع فراہم کیے جائیں نہ کہ انہیں غیر تدریسی سرگرمیوں میں ڈال کر ان کی صلاحیتوں اور فکروں کو زنگ لگا دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسکولوں اور اساتذہ کا مقامی گروہوں اور معاشرہ کے ساتھ ایک مستقل مربوط وجود ہے۔ اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے یہ دونوں سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں، حالانکہ عام طور پر ان کو اس کا اتنا کریڈٹ نہیں ملتا۔ بہت سارے اساتذہ نے وبائی امراض کے چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے درس و تدریس کے نظام کو جاری رکھنے کے لیے ایسے طریقے استعمال کیے جو ان کے ماحول اور مقامی ضروریات کے مطابق ہو، اور محض اپنی صوابدید پر ان بچوں کی پریشانیوں کو دور کرنے کی فکر کی جو شاید مین اسٹریم سے پیچھے چھوٹ جاتے، حالانکہ ان کو اس کے لیے نہ تو حکومت نے مجبور کیا اور نہ سرکاری سرکولر میں ان کو ایسی کوئی ہدایت دی گئی تھی۔ کچھ اساتذہ نے بلیک بورڈ اور درسی کتب کی عدم دستیابی کا استعمال رٹ کر سیکھنے کی عادت ختم کرنے اور زیادہ جامع طریقہ تدریس کے لیے کیا۔

وبائی امراض کے بحران کا استعمال ضرور ہونا چاہئے، لیکن مستقبل میں استعمال کی جانے والی تکنیک پر مبنی تعلیم کی پیچیدگی میں الجھانے کے ذریعہ نہیں۔ اس کا استعمال سرکاری اسکول کے اساتذہ کو حقیقی خودمختاری اور حمایت کے ساتھ کرنا چاہئے، جیسے کرناٹک اور سکم کی حکومت نے دکھایا ہے۔

محنت کش بچپن کی مشکلیں

سشیل کمار سنگھ (روزنامہ جن ستا) ۲۱/ اگست ۲۰۲۰ء (ترجمہ: محمد عادل فریدی)

اطفال مزدوری پوری دنیا میں پھیلا ہوا ایک ایسا مسئلہ ہے، جس کا حل کیے بغیر بہتر مستقبل کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے، یہ ایک قومی اور سماجی کلنک تو ہے ہی، کئی دیگر مسائل کا منبع بھی ہے، یہ بچوں سے جبراً کرایا جانے والا ایسا عمل ہے جس سے ملک اور سماج کا مستقبل خطرے میں پڑ جاتا ہے، یہ ایک حساس مسئلہ ہے جو تقریباً سو سالوں سے تشویش اور فکر کا مرکز بنا ہوا ہے، بین الاقوامی سطح پر اسے لے کر ۱۹۲۴ء میں غور تب شروع ہوا جب جینیوا اعلامیہ میں بچوں کے حقوق کو تسلیم کرتے ہوئے پانچ نکاتی پروگرام سامنے لایا گیا۔ اسکے تحت اطفال مزدوری پر پابندی لگا دی گئی، دنیا کے تمام بچوں کے لیے پیدائش کے ساتھ ہی کچھ خاص حقوق کو منظوری دی گئی، گلوبل چائلڈ ہوڈ کی تازہ رپورٹ دیکھیں تو ۱۷۶/ ممالک میں ہندوستان ایک ہزار میں سے ۷۶۹/ پوائنٹ کے ساتھ ایک سو تیرہویں مقام پر ہے۔ اقوام متحدہ کا ماننا ہے کہ پانچ سے چودہ سال کے کسی بھی بچے کو کسی کام کے ذریعہ قیدی بنانا، اسے نقصان پہونچانا، بین الاقوامی اور ملکی قانون کی خلاف ورزی مانا جائے گا۔ اگر کام انہیں اسکولی تعلیم سے محروم کرتا ہے یا اسکولی تعلیم کے ساتھ ان پر کام کا دباؤ ڈالا جاتا ہے تو یہ اطفال مزدوری ہے، ہندوستان میں اطفال مزدوری کے سلسلہ میں واضح اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں لیکن ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق پانچ سے چودہ سال کی عمر کے کروڑوں بچے اطفال مزدوری کے دلدل میں ہیں، بین الاقوامی مزدور تنظیم کی رپورٹ دیکھیں تو پوری دنیا میں پندرہ کروڑ سے زیادہ اس سے متاثر ہیں، جس میں سب سے زیادہ تعداد افریقہ میں ہے، سات کروڑ سے زیادہ بچے افریقہ میں اطفال مزدوری کی قید میں ہیں، جب کہ براعظم ایشیا میں یہ تعداد قریب سوا چھ کروڑ ہے۔ حیرت یہ ہے کہ دنیا کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ کہے جانے والے ملک امریکہ میں اطفال مزدوروں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے۔ ہندوستان میں اطفال مزدوروں کی زیادہ تعداد والے صوبوں میں بالترتیب اتر پردیش، بہار، راجستھان، مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش شامل ہیں۔ ملک کے کل اطفال مزدوروں کا پچپن فیصد حصہ صرف انہیں پانچ ریاستوں میں ہے۔ صوبہ وار دیکھیں تو اتر پردیش اور بہار میں یہ شرح ترتیب وار ۲۱٫۵/ فیصد اور ۱۰٫۷/ فیصد ہے۔

اطفال مزدوری (پابندی اور ضابطہ) ترمیمی بل کو ۲۰۱۲ء میں منظوری مل گئی تھی، حالانکہ یہ قانون دونوں ایوانوں سے ۲۰۱۶ء میں پاس ہوا، جس کے اندر ۱۹۸۶ء کے قانون میں اصلاح کی گئی ہے اور اس کو مزید بہتر بنایا گیا ہے، اس میں چودہ سال سے اٹھارہ سال کی عمر تک کے نوجوانوں کے کام کے تعلق سے نئی اصطلاح بھی وضع کی گئی ہے۔ اسے لازمی حق تعلیم قانون ۲۰۰۹ء سے بھی جوڑنے کا انتظام کیا گیا ہے، حالانکہ ان سب کے باوجود کچھ معاملات مثلاً روایتی کاروبار و پیشوں، استاذ۔ شاگرد تعلقات کے تحت کام کرنے والے بچوں کو اس سے باہر رکھا گیا، مگر ان کا بھی اسکول جانا لازمی کیا گیا، معاشرتی و معاشی تبدیلیوں کے اس دور میں بہت کچھ بدل رہا ہے، اسکے باوجود کئی معاملوں میں زمینی سطح پر اصلاح کی ضرورت ہے، جن میں اطفال مزدوری بھی شامل ہے۔ ہندوستان میں مزدوری کرنے والے بچوں میں ایک بڑی تعداد دیہی علاقوں سے تعلق رکھتی ہے، تقریباً ۸۰/ فیصد اطفال مزدوری کی جڑیں دیہی ہندوستان میں ہیں، جس میں کھیتی سے جڑے ہوئے مزدوروں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، اتنی سائنسی اور تکنیکی ترقی کے باوجود پوری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں اطفال مزدور بڑھ رہے ہیں جنہیں معمول کے مطابق زندگی گذارنے کی شاید ہی کوئی توقع ہو، سوال یہ ہے کہ کیا اطفال مزدوری جیسے مسئلہ کا حل واضح طور پر کوئی دیکھ پا رہا ہے؟ بین الاقوامی مزدور تنظیم نے اطفال مزدوری کو بچے کی جسمانی صحت، صلاحیت اور اس کی تعلیم میں رکاوٹ ڈالنے والا مانا ہے اور اس کو بچے کے جسمانی و نفسیاتی استحصال سے تعبیر کیا ہے۔ عالمی منظرنامہ کا جائزہ لیں تو بچوں کی حالت زیادہ ہی تشویشناک نظر آتی ہے، اطفال مزدوری کا مسئلہ بہت پرانا ہے، کارل مارکس کے مطابق اطفال مزدوری کی یہ بیماری صنعتی انقلاب کے ابتدائی ایام میں ظاہر ہوئی، اقوام متحدہ، بین الاقوامی منظور تنظیم اور امریکہ سمیت دنیا کے سبھی ملکوں کا اطفال مزدوری کے تعلق سے بچوں کی عمر کے بارے میں الگ الگ نظریہ ہے، امریکہ میں بارہ سال سے کم عمر کے کام کرنے والے نوجوانوں کو بچہ مزدور مانا جاتا ہے، جب کہ اقوام متحدہ نے اس کی عمر اٹھارہ سال اور بین الاقوامی مزدور تنظیم نے پندرہ سال طے کی ہے۔ جبکہ ہندوستان میں عمر کی حد چودہ سال ہے۔

ہندوستان میں ۱۹۷۹ء میں حکومت نے اطفال مزدوری ختم کرنے کی غرض سے گروپادسوامی کمیٹی کی تشکیل کی تھی، اس سے متعلق سبھی پہلوؤں کا مطالعہ کر کے کمیٹی نے رپورٹ پیش کی اور اس کے سدباب کے لیے کثیر جہتی پالیسی بنانے پر زور دیا، کمیٹی کی سفارش کو نظر میں رکھتے ہوئے ۱۹۸۶ء میں اطفال مزدوری (پابندی و ضابطہ) ترمیمی بل بنایا گیا، اس کے بعد اس سے متعلق خاص پالیسی بنائی گئی، جس میں جوکھم بھرے پیشوں اور اور کاموں میں ملوث بچوں کی باز آبادکاری پر توجہ دینے کی ضرورت پر زور دیا گیا، اکتوبر ۲۰۰۶ء تک اطفال مزدوری قانون میں ایک بحث شروع ہوئی کہ کس کام کو خطرناک کہیں گے اور کس کو نہیں، اسی کے بعد ۱۹۸۶ء کے قانون میں ترمیم کرتے ہوئے ڈھابوں، گھروں، ہوٹلوں میں بچوں سے کام کروانے کو قابل سزا جرائم کے خانے میں رکھا گیا، ہندوستان میں قانونوں کی بھرمار ہے، مگر اطفال مزدوری کی وسعت بھی اتنے ہی بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے۔ غور طلب ہے کہ ۱۹۸۶ء کے اطفال مزدوری قانون میں ۸۳/ کاموں کو خطرناک کاموں کے خانے میں رکھا گیا تھا۔ جو ترمیم کے بعد تین قسموں میں محدود ہو کر رہ گیا، جہاں بچے کام نہیں کر سکتے، ان میں کان کنی، آتش گیر مادوں اور خطرناک افعال شامل ہیں۔ بین الاقوامی مزدور تنظیم کے مطابق اطفال مزدوروں کی کل تعداد کا نصف خطرناک کاموں میں ہی لگا ہوا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اطفال مزدوری کیوں بڑھتی ہے، یونیسیف کے مطابق بچوں کی تقرری اس لیے کی جاتی ہے کہ ان کا استحصال آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔ جن وجوہات کی بنا پر بچے اپنی عمر کے مقابلہ میں زیادہ مشکل کام کرتے ہیں ان میں عام طور پر غربت پہلی وجہ ہے، آبادی میں ہو رہا اضافہ، سستی مزدوری اور قوانین کو صحیح طریقہ سے نافذ نہ کرنا، غربت کی وجہ سے اسکول چھوٹ جانا وغیرہ وجوہات بھی انہیں اطفال مزدوری کے دلدل میں جھونک دیتے ہیں، جس طرح کروڑوں بچے کام پر لگائے جا رہے ہیں، اس سے ظاہر ہے کہ ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے، حالانکہ حکومت ہند اور ریاستی حکومتوں نے اطفال مزدوری کے تعلق سے قابل ستائش اقدامات کیے ہیں، لازمی حق تعلیم قانون سمیت پاکسو قانون اور اطفال مزدوری قانون میں ترمیم اس سمت میں اچھی علامات ہیں، مگر سختی سے ان قوانین کا نفاذ ابھی باقی ہے۔ بین الاقوامی مزدور تنظیم کی رپورٹ کے مطابق بچوں سے مزدوری کروانے والے ممالک میں ہندوستان صف اول میں شامل ہے، بہت دکھ کی بات ہے کہ ننھے ہاتھوں میں بیڑی، پٹاخے، ماچس، اینٹیں، جوتے تھما دیے جاتے ہیں، ان سے قالین بنوائے جاتے ہیں، کڑھائی کروائی جاتی ہے، ریشم کے کپڑے بنوائے جاتے ہیں، ریشم کے تار خراب نہ ہوں اس لیے بچوں سے ہی کام کروایا جاتا ہے، فائنڈنگ آن دی فارمس آف چائلڈ لیبر نام کی ایک رپورٹ نے برسوں پہلے اس دہشت انگیز سچ کا انکشاف کیا تھا، ترقی پذیر ملکوں میں بچہ مزدوروں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، بھارت میں اسٹیل کا فرنیچر اور چمڑے کے سامان بنانے کے کاموں میں بھی بچوں کو دیکھا جا سکتا ہے، ۱۹۹۶ء میں سپریم کورٹ نے بچہ مزدوروں کی باز آبادکاری کے لیے فنڈ قائم کرنے کی ہدایت دی تھی، جس میں بچوں سے مزدوری کرانے والوں کے ذریعہ فی بچہ بیس ہزار روپئے فنڈ میں جمع کرانے کا ضابطہ تھا، فی الحال یہ سوال ہے کہ کیا صرف قانون بن جانے سے بچہ مزدوری کو ختم کیا جا سکتا ہے، جب تک تعلیم اور باز آبادکاری پر مکمل عمل نہیں ہوگا تب تک آدھے ادھورے قانون سے امید لگانا فضول ہے۔

سید محمد عادل فریدی

سوڈان میں سیلاب سے ۸۶/افراد ہلاک

سوڈان میں شدید بارش اور سیلاب کے سبب ۸۶/افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔ سوڈان کے المشد اخبار نے اپنی رپورٹ میں یہ اطلاع دی۔ اخبار کے مطابق اس آفت میں ۴۴/لوگ زخمی اور ۳۲۰۰۰/گھر تباہ ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے مقامی میڈیا کی رپورٹ میں بارش اور سیلاب کے سبب ۴۷/لوگوں کی موت کی اطلاع دی گئی تھی، جو اب بڑھ کر ۸۶/ہو گئی ہے۔ سوڈان میں تقریباً ہر برس جون سے اکتوبر کے آخر تک بارش کے سبب حالت ابتر ہو جاتی ہے اور درجنوں اموات ہوتی ہیں۔ (یو این آئی)

مائک پینس امریکی نائب صدر کے عہدے کے لئے نامزد

امریکہ کے موجودہ نائب صدر مائک پینس نے ملک میں آئندہ صدارتی انتخابات میں دوبارہ اسی عہدے کے لئے نامزدگی کو باضابطہ طور پر قبول کرلیا ہے۔ مسٹر پینس نے بدھ کی شب تاریخی میک ہینری قلعے سے ریپبلکن نیشنل کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ”میں امریکہ کے نائب صدر کے طور پر نامزدگی کو تہہ دل سے قبول کرتا ہوں۔“ کانفرنس کے دوران مسٹر پینس نے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی تعریف کرتے ہوئے کہا: ”مجھے معلوم ہے کہ مسٹر ٹرمپ کے پاس امریکہ کو ایک بار پھر عظیم ملک بنانے کے لئے قیادت اور وژن دونوں ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ پچھلے چار سالوں میں مسٹر ٹرمپ نے ناقابل یقین حملوں کا سامنا کیا ہے، لیکن امریکی عوام سے کیے گئے وعدوں کو پورا کرنے کے لئے روز پھر سے کھڑے ہوتے ہیں۔“ (یو این آئی)

سلامتی کونسل نے ایران پر مزید سخت پابندیوں کا امریکی مطالبہ مسترد کر دیا

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل (یو این ایس سی) نے کہا ہے کہ وہ ایران کے خلاف مزید سخت (اسنیپ بیک) پابندیاں عائد کرنے کے امریکی مطالبہ پر مزید کارروائی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ اقوام متحدہ میں انڈونیشیا کے سفیر ڈیان ٹریانسیاہ جانی نے مغربی ایشیا پر کونسل کے ہونے والے اجلاس کے دوران روس اور چین کے ایک سوال کے جواب میں مذکورہ باتیں کہیں۔ خیال رہے انڈونیشیا اگست سے سلامتی کونسل کی سربراہی کر رہا ہے۔ (یو این آئی)

نیوزی لینڈ کی مساجد میں نمازیوں کو شہید کرنے والے دہشتگرد کو عمر قید کی سزا

نیوزی لینڈ کے شہر کرائسٹ چرچ کی النور مسجد اور لنووڈ اسلامک سینٹر میں فائرنگ کر کے ۵۱/نمازیوں کو شہید کرنے والے دہشتگرد برینڈن ٹیرنٹ کو عمر قید کی سزا سنا دی گئی۔ ۲۹/سالہ آسٹریلوی شہری برینڈن ٹیرنٹ نے پہلے صحت جرم سے انکار کیا تاہم بعد میں جرم قبول کرلیا۔ نیوزی لینڈ کی تاریخ میں پہلی بار کسی ملزم کو بغیر پیرول کے عمر قید کی سزا سنائی گئی ہے۔ دوسری جانب وزیراعظم نیوزی لینڈ جیسنڈا ایڈرن نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ دہشت گرد برینڈن ٹیرنٹ عمر قید کی سزا کا ہی مستحق تھا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

بحرین نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کا امریکی مطالبہ مسترد کر دیا

بحرین کے بادشاہ حمد بن عیسیٰ بن سلمان آل خلیفہ نے مائیک پومپیو سے ملاقات کے دوران اسرائیل کو تسلیم کرنے کے مطالبے کو یکسر مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ عرب ممالک کے خود مختار فلسطین کے مطالبے کے ساتھ کھڑے ہیں۔ متحدہ عرب امارات کی جانب سے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات کی بحالی کے اعلان کے بعد امریکی وزیر خارجہ مائیک پومپیو مشرق وسطیٰ کے دورے پر ہیں۔ بحرین کے بادشاہ حمد بن عیسیٰ کے ساتھ ملاقات کے دوران مائیک پومپیو نے اسرائیل کو تسلیم کرنے سے متعلق امریکی صدر کا پیغام پہنچایا، جسے مسترد کرتے ہوئے بحرین کے صدر نے کہا کہ وہ دیگر عرب ممالک کے اسرائیل کے انخلا اور فلسطین کو خود مختار ریاست بنانے کے عزم کے ساتھ کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ فلسطین کو ۱۹۶۷ء سے پہلے کی حیثیت میں بحال کرنا ہوگا۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

سعودی عرب کی پیٹرولیم برآمدات میں ۵۵/فی صد کمی

سعودی عرب کے ادارۂ شماریات کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق گزشتہ برس جون کے مقابلے میں رواں سال اسی ماہ کے دوران سعودی عرب کی تیل کی برآمدات میں ۵۵/فی صد کی کمی ہوئی ہے، جس کی وجہ سے اس کی آمدنی میں 8.7 ارب ڈالر کی کمی واقع ہوئی ہے۔ واضح رہے کہ کورونا وبا کے باعث عالمی معیشت میں آنے والی سست روی کو صدی کے بدترین معاشی بحران کا پیش خیمہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اسی کے باعث دنیا میں تیل کی قیمتوں میں بھی کمی واقع ہوئی اور جن ممالک کی برآمدات کا زیادہ انحصار تیل پر تھا انہیں بہت بڑا دھچکا بھی لگا ہے۔ سعودی آرامکو (Saudi Aramco) تیل کی پیداوار کرنے والی دنیا کی سب سے بڑی کمپنی ہے تاہم اسے انتہائی سستے نرخوں پر تیل کی فروخت کے بارے میں حکمت عملی متعین کرنے میں مسائل کا سامنا ہے۔ واضح رہے کہ رواں سال مئی میں سعودی عرب کی سالانہ تیل کی برآمدات میں 12 ارب ڈالر کی کمی ریکارڈ کی گئی تھی۔ (نیوز ایکسپریس پی کے)

کسی کی سرزمین پر نظر نہیں لیکن اپنی ملکیت سے بھی دستبردار نہیں ہوں گے: ترک صدر

ترکی کے صدر رجب طیب اردوان نے کہا ہے کہ ترکی کسی کی سرزمین یا حاکمیت پر نظر نہیں رکھتا، لیکن ہم بحیرہ روم، بحیرہ اسود اور بحیرہ ایجین میں اپنے حق سے بھی دستبردار نہیں ہوں گے۔ ترک میڈیا کے مطابق ضلع مش میں فتح ملازگیرت کا ۹۴۹/واں جشن سرکاری سطح پر منایا گیا، تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ترک صدر نے کہا کہ اگر ہم کسی حوالے سے کہتے ہیں کہ ایسا کریں گے تو کر کے ہی رہتے ہیں، چاہے اس کا ہمیں ہرجانہ بھی کیوں نہ دینا پڑے۔ صدر طیب اردوان نے مزید کہا کہ جو اپنا سر دینے کی ہمت رکھتا ہے تو وہ ہمارے مقابل آئے، وگرنہ ہمارے راستے سے ہٹ جائے۔ ہماری کسی کی سرزمین، حاکمیت یا مفادات پر نظر نہیں لیکن ہم اپنی ملکیت سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ ترک صدر نے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ بازنطینی ریاست کا وارث بننے کا مستحق نہ ہونے والوں کا آج یورپیوں کو اپنے ساتھ ملاتے ہوئے غیر قانونی کارروائیاں کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے ماضی سے سبق نہیں سیکھا۔ (نیوز ایکسپریس)

نیٹ - جے ای ای کے بہانے غیر این ڈی اے حکومت متحد، سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹانے کو تیار

غیر بی جے پی اقتدار والی سات ریاستوں نے کہا ہے کہ اگر مرکز نے میڈیکل اور انجینیئر نگ میں داخلہ کے لئے ہونے والے نیٹ اور جے ای ای امتحانات کے انعقاد کو ملتوی نہیں کیا تو مرکز کے اس فیصلے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا جائے گا۔ کانگریس کی صدر سونیا گاندھی کے ساتھ ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے غیر بی جے پی اقتدار والی ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کی میٹنگ ہوئی، جس میں اس معاملے کو سپریم کورٹ میں چیلنج کرنے پر غور و خوض کیا گیا۔ میٹنگ کے شرکاء نے ان امتحانات کے انعقاد کو کووڈ۔19 کے پیش نظر طلبہ کے ساتھ کھلواڑ قرار دیا اور فوراً اس پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا۔ میٹنگ میں مغربی بنگال کی وزیراعلیٰ ممتا بنرجی، راجستھان کے وزیراعلیٰ اشوک گہلوت، چھتیس گڑھ کے وزیراعلیٰ بھوپیش سنگھ بگھیل، پنجاب کے وزیراعلیٰ امریندر سنگھ، پڈوچیری کے وزیراعلیٰ وی نارائن سامی، مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ ادھو ٹھاکرے اور جھارکھنڈ کے وزیراعلیٰ ہیمنت سورین نے حصہ لیا۔ (نیوز۔۱۸)

صحت عامہ میں طلبہ کی رغبت

جس طرح سے کورونا وائرس وبا کے پس منظر میں صحت عامہ کے تعلق سے عمومی دلچسپی بڑھی ہے، اسی طرح سے صحت عامہ کی تعلیم میں دلچسپی میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ یونیورسٹی آف کیلی فورنیا، برکلے اسکول آف پبلک ہیلتھ میں داخلوں اور بھرتی کی ایسوسی ایٹ ڈائرکٹر مشیل ازورین کہتی ہیں: ”کورونا کی وجہ سے صحت عامہ کے کئی اداروں جنہوں نے اپنی درخواست کی آخری تاریخ میں توسیع کر دی تھی کے تمام زمروں میں گذشتہ سال کے مقابلے رواں سال میں درخواستوں میں سترہ فی صد کا اضافہ دیکھنے کو ملا ہے۔ وہ امید کرتی ہیں کہ یہ رجحان آئندہ بھی جاری رہے گا۔“

کولوریڈو اسکول آف پبلک ہیلتھ کے طلبہ کے امور اور تعلیمی معاملات کی ڈائریکٹر چول بینین کہتی ہیں: ”میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ سالوں میں صحت عامہ کی ڈگریوں میں طلبہ کی دلچسپی بڑھے گی۔ وبائیات یقینی طور پر ایک ایسا شعبہ ہے جس میں ترقی دیکھنے کو مل سکتی ہے لیکن مجھے لگتا ہے کہ ہم صحت عامہ کے دیگر شعبوں مثلاً ماحولیاتی اور پیشہ ورانہ صحت، صحت پالیسی، حیاتیاتی امراض، ذہنی صحت، عالمی صحت، اور برادری اور طرز عمل پر مبنی صحت کے شعبوں میں بھی طلبہ کی اضافی دلچسپی کی امید کر سکتے ہیں۔“ صحت عامہ ایک وسیع میدان ہے جہاں مضامین کے مجموعے دیکھنے کو ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر یو سی برکلے میں ان مضامین میں صحت پالیسی اور انتظامیہ، متعدی امراض، صحت عامہ کا تغذیہ، وبائی امراض اور حیاتیاتی امراض، صحت اور معاشرتی سلوک اور ماحولیاتی صحت سائنس شامل ہیں۔ انڈر گریجویٹ یا گریجویٹ سطح پر صحت عامہ کے پروگرام میں شمولیت کے تقاضے ایک یونیورسٹی سے دوسری یونیورسٹی تک مختلف ہوتے ہیں اور ان کا انحصار ارتکاز کے شعبے پر ہوتا ہے۔ جب کہ یو سی برکلے جیسی کچھ یونیورسٹیاں صحت عامہ میں انڈر گریجویٹ اور گریجویٹ دونوں ہی طرح کی ڈگریاں دیتی ہیں۔ جب کہ یونیورسٹی آف کولوریڈو جیسے ادارے صرف گریجویٹ ڈگریوں پر ہی توجہ دیتے ہیں۔ (ایجنسی)

NEET-JEE امتحانات: امتحان رد کرنے کے مطالبہ کے دوران ۱۴/ لاکھ طلبہ نے ڈاؤنلوڈ کیے ایڈمٹ کارڈ

میڈیکل کورسز میں داخلہ کے لیے ہونے والے امتحان (NEET-2020) اور انجینئرنگ میں داخلہ کے لیے ہونے والے امتحان (JEE-2020) کے لیے ۱۴/لاکھ سے زیادہ طلبہ نے ایڈمٹ کارڈ ڈاؤنلوڈ کر لیے ہیں۔ حالانکہ کورونا وبا کی وجہ سے امتحان کو رد کرنے کا اس مطالبہ بھی زور و شور سے جاری ہے۔ خیال رہے کہ JEE MAIN کا امتحان یکم سے ۶/ستمبر کے درمیان متوقع ہے جب کہ NEET امتحان کی تاریخ ۱۳/ستمبر طے کی گئی ہے۔ NEET-2020 کے لیے اس سال 15.97 لاکھ طلبہ نے رجسٹریشن کرایا ہے۔ امتحانات کو رد کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے ایک آن لائن دستخطی مہم بھی شروع کی گئی ہے، خبر لکھے جانے تک اس میں اب تک سوا لاکھ سے زیادہ لوگ دستخط کر چکے ہیں۔ اس بار JEE کے امتحانات ۶۶۰/مراکز پر منعقد ہوں گے جب کہ NEET کے لیے ۳۸۴۳/مراکز بنائے گئے ہیں۔ (سنڈیکیٹ نیوز بیورو)

مہاراشٹر کے ایک اسکول میں گھروں کے دیواروں پر لکھ کر ہو رہی تعلیم

کووڈ۔۱۹ عالمی وبا کی وجہ سے تعلیم سے محروم اور آن لائن تعلیم کے لیے اسمارٹ فون نہ خرید سکنے والے غریب بچوں کو پڑھانے کے لیے مہاراشٹر کے شولاپور ضلع کے ایک اسکول نے گھروں کی دیواروں پر درسی کتابوں کے اسباق لکھ کر بچوں کو پڑھانے کی ایک نئی پہل شروع کی ہے۔ شولاپور کے نیلم نگر علاقے میں گھروں کے باہر کی تقریباً تین سو دیواروں پر پہلی سے دسویں کلاس کے مختلف مضامین کے اسباق کو آسان زبان میں لکھا گیا ہے۔ نیلم نگر کے پرائمری اسکول آشا مراٹھی اسکول کے استاد رام گائیکواڑ نے بتایا کہ اس سے بچوں کے لیے کسی بھی متعینہ دیوار کے پاس کھڑے ہو کر پڑھنا آسان ہو گیا ہے، ساتھ ہی سماجی دوری بنائے رکھنے کے ضابطوں پر بھی عمل ہو رہا ہے۔ اس اسکول میں آس پاس کے علاقہ کے تقریباً ۱۷۰۰/بچے پڑھتے ہیں۔ جن میں سے بیشتر غریب گھر کے بچے ہیں، ان کے والدین مزدوری کرتے ہیں، جن کے لیے انٹرنیٹ اور اسمارٹ فون کا حصول بہت دشوار ہے۔ اس لیے آن لائن تعلیم ان کے لیے ممکن نہیں ہے۔ اس لیے یہ طریقہ اپنایا گیا تاکہ یہ بچے تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں۔ (سنڈیکیٹ نیوز فیڈ)

آخری سال کا امتحان دیئے بغیر طلبہ کو ڈگری نہیں: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے ریاستوں اور یونیورسٹیوں کو دی گئی ہدایت میں کہا ہے کہ آئندہ ۳۰/ستمبر تک آخری سال کے امتحانات لئے بغیر طلبہ کو ڈگری نہیں دی جا سکے گی، حالانکہ ریاستوں کو یہ صلاح دی گئی ہے کہ وہ امتحانات کی تاریخ آگے بڑھانے کے لے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) سے درخواست کر سکتے ہیں۔ جج اشوک بھوشن کی صدارت والی جج آر سبھاش ریڈی اور جج ایم آر شاہ پر مشتمل بنچ نے معاملہ سماعت کے بعد حالانکہ کہا کہ ڈیزاسٹر مینیجمنٹ ایکٹ کے تحت امتحانات منسوخ کئے جانے سے متعلق مہاراشٹر حکونت کا فیصلہ موثر ہوگا۔ اٹارنی جنرل تشار مہتہ نے یو جی سی کی طرف سے کہا کہ پوسٹ گریجوئیٹ کورسز کے داخلہ کی شروعات کرنے کے لئے طلبہ کے مفاد میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ (یو این آئی)

طب وسائنس

گردوں کے امراض کی نشانیاں

گردے انسانی جسم کا اہم عضو ہیں، دنیا میں ہر سال پچاس ہزار سے زائد افراد گردے کے مختلف امراض میں مبتلا ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، جس کی ایک بڑی وجہ گردہ عطیہ کرنے والوں کی کمی ہے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ اکثر افراد گردے کے امراض کو نظر انداز کر دیتے ہیں، لیکن یہ ایک ایسی بیماری ہے جو جان لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق گردوں کے امراض سے بچنے کے لیے پانی کا زائد استعمال، سگریٹ نوشی اور موٹاپے سے بچنا ضروری ہے۔ اگر درج ذیل نشانیاں سامنے آئے تو ڈاکٹر سے ضرور رجوع کیا جانا چاہیے۔

سونے میں مشکل: جب گردے اپنے افعال درست طریقے سے سرانجام نہیں دے پاتے تو اس کے نتیجے میں زہریلا مواد جسم سے پیشاب کے راستے خارج نہیں ہو پاتا اور خون میں موجود رہتا ہے، اس مواد کی سطح بڑھنے سے سونا مشکل ہو جاتا ہے اور بے خوابی کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح گردوں کے مریضوں میں نیند کے دوران سانس لینے میں تکلیف ہوتی ہے اور اگر کوئی فرد اچانک خراٹے لینے لگے تو اسے ڈاکٹر سے رجوع کرنا جانا چاہیے۔

مسلز اکڑنا: گردوں کی کارکردگی میں کمی آنے سے الیکٹرولائٹ عدم توازن کا شکار ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پر کیلشیئم کی سطح میں کمی اور فاسفورس کا کنٹرول سے باہر ہونا مسلز اکڑنے کا باعث بنتے ہیں۔

سر درد، تھکاوٹ اور جسمانی کمزوری: اگر گردے درست کام کر رہے ہوں تو وہ جسم میں وٹامن ڈی کو ہڈیوں کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ ایک ہارمون ای پی او بنانے کا کام بھی کرتے ہیں، یہ ہارمون خون کے سرخ خلیات بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اگر گردے مسائل کا شکار ہوں تو ای پی او کی مقدار کم بنتی ہے جس سے خون کے سرخ خلیات میں کمی آتی ہے جو جسم اور دماغ کو اچانک تھکاوٹ، سر درد اور جسمانی کمزوری کا شکار کر دیتا ہے۔ خیال رہے کہ گردوں کے امراض میں اینیمیا کا مرض عام ہوتا ہے۔

دل کی دھڑکن میں خرابی: اگر گردوں کو نقصان پہنچے تو جسم میں پوٹاشیم کی مقدار بڑھنے لگتی ہے جو دل کی دھڑکن میں غیر معمولی تیزی کی شکل میں سامنے آتی ہے۔

خشک اور خارش زدہ جلد: جیسا بتایا جا چکا ہے کہ گردے جسم میں جمع ہونے والے کچرے کی صفائی کا کام کرتے ہیں، خون کے سرخ خلیات کی سطح بڑھانے اور جسم میں منرل کی سطح مناسب سطح پر رکھتے ہیں۔ خشک اور خارش زدہ جلد اس بات کی نشانی ہے کہ گردے غذائی اجزاء کا درست توازن نہیں رکھ پا رہے۔ اگر آپ کی جلد خشک اور خارش زدہ ہو رہی ہے تو زیادہ سے زیادہ پانی پینا چاہیے اور خارش کے لیے کوئی دوا لینے سے پہلے ڈاکٹر سے مشورہ لینا چاہیے۔

دل خراب ہونا یا قے: اگر جسم میں کافی مقدار میں کچرا جمع ہو جائے تو دل متلانے یا قے کا تجربہ اکثر ہونے لگتا ہے، درحقیقت یہ جسم اپنے اندر جمع ہونے والے مواد سے نجات کی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے، دل متلانے کے نتیجے میں کھانے کی خواہش ختم ہونے لگتی ہے، اگر ایسا کچھ عرصے تک ہوتا رہے تو جسمانی وزن میں بہت تیزی سے کمی آتی ہے۔

سانس میں بو اور ذائقہ بدلنا: جب کچرا خون میں جمع ہونے لگتا ہے تو کھانے کا ذائقہ بدلا ہوا محسوس ہوتا ہے اور منہ میں دھات یا میٹا لک ذائقہ رہ جاتا ہے۔ اسی طرح سانس میں بو پیدا ہونا بھی دوران خون میں بہت زیادہ زہریلا مواد جمع ہونے کی علامت ہے۔ مزید برآں ایسا ہونے پر گوشت کھانے یا کھانے کی ہی خواہش کم یا ختم ہو جاتی ہے، جس کے نتیجے میں جسمانی وزن میں غیر متوقع کمی آتی ہے۔ ویسے منہ کا ذائقہ بدلنے کی متعدد وجوہات ہوسکتی ہیں اور عام علاج سے مسئلہ دور ہو جاتا ہے، تاہم اگر یہ علاج کے باوجود برقرار رہے تو اپنے ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔

سانس لینے میں تکلیف ہونا: گردوں کے امراض اور سانس گھٹنے کے درمیان تعلق پایا جاتا ہے، خصوصاً تھوڑی سی جسمانی سرگرمی کے بعد یہ مسئلہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس کی دو وجوہات ہوتی ہیں، ایک تو گردوں کے کام نہ کرنے سے جسم میں اضافی سیال پھیپھڑوں میں جمع ہونا، دوسری خون کی کمی جسم میں آکسیجن کی کمی کا باعث بنتی ہے جس کے نتیجے میں سانس گھٹنے لگتا ہے۔ اگر آپ کو تھوڑا کام کرنے کے بعد بھی سانس لینے میں مشکل ہوتی ہو تو فوری طور پر ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے کیونکہ یہ گردوں سے ہٹ کر دمہ، پھیپھڑوں کے کینسر اور ہارٹ فیلیئر کی نشانی بھی ہوسکتی ہے۔

زیادہ یا کم پیشاب آنا: چونکہ گردے پیشاب کے لیے ضروری ہیں، لہذا جب وہ کسی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو اکثر لوگوں کو پیشاب کی خواہش تو ہوتی ہے مگر آتا نہیں، جبکہ کچھ افراد ایسے ہوتے ہیں جو عام معمول سے ہٹ کر واش روم کے زیادہ چکر لگانے لگتے ہیں، متعدد افراد کو یہ مسئلہ راتوں کو جاگنے پر مجبور کرتا ہے۔

ٹخنوں، پیروں اور ہاتھوں کا سوجنا: جب گردے جسم سے اضافی سیال کو خارج کرنے میں ناکام رہتے ہیں تو نمکیات کا اجتماع ٹخنوں، پیروں اور ہاتھوں کے سوجنے کا باعث بنتا ہے، زیریں جسم کے اعضا سوجنا دل اور جگر کے امراض یا ٹانگ کی شریان میں مسائل کی نشانی بھی ہوتی ہے۔ کئی مرتبہ ادویات کے استعمال سے نمک اور اضافی سیال میں کمی آتی ہے جس سے سوجن رک جاتی ہے، تاہم اگر اس سے مدد نہ ملے تو ڈاکٹر سے علاج میں تبدیلی کا مشورہ کرنا چاہیے۔

کمر درد: گردے کا کام روکنا یا کڈنی فیلیئر کمر درد کا باعث بنتا ہے جو عام طور پر دائیں جانب پسلی کے نیچے محسوس ہوتا ہے۔ یہ درد کولہوں میں بھی محسوس ہوسکتا ہے۔ کمر اور پیر میں درد گردوں میں مواد جمع ہونے کی نشانی ہوسکتی ہے۔ کڈنی فیلیئر کی شکل میں کمر میں ہونے والا درد کے ساتھ بخار، متلی اور پیشاب زیادہ آنے کی تکلیف بھی ہوسکتی ہے۔

آنکھیں پھولنا: گردوں کے نظام میں خرابی کی ابتدائی علامات میں سے ایک آنکھوں کے ارگرد کا حصہ پھولنا ہوتا ہے، یہ اس بات کی جانب اشارہ ہوتا ہے کہ گردوں سے بڑی مقدار میں پروٹین کا اخراج پیشاب کے راستے ہو رہا ہے۔ اگر ایسا ہونے پر جسم کو مناسب آرام اور پروٹین ملے اور پھر بھی آنکھوں کے ارگرد پھولنے کا عمل جاری رہے تو ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے۔

ہائی بلڈ پریشر: دوران خون اور گردے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں، گردے خون میں موجود کچرے اور اضافی سیال کو فلٹر کرتے ہیں اور اگر شریانوں کو نقصان پہنچے تو گردے کے اس حصے جو خون کو فلٹر کرتے ہیں، اسے آکسیجن اور غذائیت نہیں مل پاتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر کڈنی فیلیئر کا خطرہ بڑھانے والی دوسری بڑی وجہ ہے۔

پیشاب کی رنگت میں تبدیلی: گردے پیشاب بنانے کے ذمہ دار ہیں اور اس کے ذریعے کچرے کا اخراج کرتے ہیں، اگر پیشاب کی بو، رنگت وغیرہ میں تبدیلی آئے تو اسے کبھی نظر انداز مت کریں۔ ایسی تبدیلیاں جیسے پیشاب زیادہ کرنا خصوصاً رات کو، پیشاب میں خون آنا یا جھاگ بننا وغیرہ۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

معروف صحافی مولانا عبدالقادر شمس کا انتقال

معروف صحافی جناب مولانا ڈاکٹر عبدالقادر شمس کے انتقال پر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم، ذمہ داران امارت شرعیہ نے گہرے صدمہ کا اظہار کیا ہے ان کا انتقال ۲۵/اگست ۲۰۲۰ء کو مجیدیہ اسپتال دہلی میں ہو گیا گذشتہ دو ہفتہ سے وہ کرونا کے مرض میں مبتلا تھے، انہوں نے اپنی ملی اور صحافتی زندگی کا آغاز آل انڈیا ملی کونسل ارریہ سے کیا تھا، پھر وہ قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ کے حکم سے پٹنہ چلے آئے، یہاں انہوں نے ملی کونسل کا ترجمان ملی کارواں نکالنا شروع کیا، قاضی صاحب کی علالت کے زمانے میں وہ دہلی منتقل ہو گئے اور ملی اتحاد میں مولانا اسرارالحق قاسمی صاحبؒ کے معاون کے طور پر کام کرنے لگے، مولانا کے ملی کونسل سے دفتری لاتعلقی کے بعد انہوں نے ملی کونسل چھوڑ دیا اور راشٹریہ سہارا دہلی سے جڑ گئے، اس درمیان بعض دوسرے اخبارات کے لیے بھی فری لانسر کے طور پر لکھتے رہے مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے فرمایا کہ وہ امارت شرعیہ سے غیر معمولی محبت اور اکابرین امارت شرعیہ سے قلبی تعلق رکھتے تھے، میرا انکا ساتھ ملی کونسل میں رہا وہ ارریہ کے ایک دیہات کے رہنے والے تھے وہاں انہوں نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا تھا، وہ اچھے صحافی اور بہترین انسان تھے، ہم نے امکانات سے بھرپور ایک صحافی کو کھو دیا اللہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین۔

بہار اسمبلی انتخابات کے لیے رہنما اصول جاری

الیکشن کمیشن نے کورونا بحران کے دوران بہار اسمبلی انتخابات کے لیے رہنما اصول جاری کر دیا۔ اس کے تحت بہار اسمبلی انتخابات کے لیے نامزدگی کے پرچے آن لائن داخل کئے جائیں گے۔ ساتھ ہی انتخابات کے دوران کورونا سے بچاؤ کے لئے کئی ضابطوں پر عمل کرنا ہوگا۔ رہنما اصول میں بتایا گیا ہے کہ اس مرتبہ امیدوار ضمانت کی رقم آن لائن جمع کر سکیں گے۔ ایسا پہلی مرتبہ ہوگا جب انتخابات میں کوئی امیدوار ضمانت کی رقم آن لائن جمع کرے گا۔ الیکشن کمیشن کی طرف سے جاری کئے گئے رہنما اصول کے مطابق گھر گھر انتخابی مہم کے لیے امیدوار کے ساتھ زیادہ سے زیادہ ۵/افراد ساتھ ہو سکتے ہیں۔ الیکشن کمیشن نے کہا ہے کہ وزارت داخلہ کے ضابطوں کے مطابق ہی عوامی جلسے اور روڈ شو کی اجازت ہوگی۔ الیکشن کمیشن نے انتخابات کے دوران کورونا بحران کے پیش نظر احتیاط برتنے کی بھی بات کہی ہے۔ رہنما اصول میں کہا گیا ہے کہ ماسک، سینیٹائزر، تھرمل اسکینر، گلفس، پی پی آئی کٹس کا استعمال انتخابی عمل کے دوران کیا جائے گا اور سوشل ڈسٹنسنگ کے ضابطے پر بھی عمل کیا جائے گا۔ کورونا وائرس کے خطرے کے پیش نظر ووٹر رجسٹر پر سائن کرنے کے لئے تمام ووٹر کو دستانے دیئے جائیں گے۔ ووٹر کو ای وی ایم مشین میں ووٹنگ سے پہلے یہ دستانے ملیں گے۔ اس کے علاوہ ووٹر کی پہچان کے دوران ووٹروں کو ضرورت پڑنے پر ماسک کو ہٹانا بھی ہوگا، الیکشن کمیشن کے ذرائع کے مطابق انتخاب کا اعلان ستمبر کے تیسرے ہفتے میں کیا جاسکتا ہے۔ ریاست کی 243 سیٹوں پر پولنگ تین مرحلوں میں ہوسکتی ہے۔ ذرائع کے مطابق کورونا متاثرین کے لئے الیکشن کمیشن الگ بوتھ بنانے کی بھی تیاری کر رہا ہے۔

بہار میں دل بدل کی سیاست تیز

بہار میں اس سال ہونے والے اسمبلی انتخاب کو لے کر بدلتے سیاسی منظر نامے کے درمیان حزب اقتدار (این ڈی اے) کی حلیف جنتا دل یونائیٹڈ (جے ڈی یو) کی ابتدائی رکنیت سے خارج کئے جانے کے بعد وزارت صنعت کے عہدہ سے برخاست شیام رجک اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے کر اہم اپوزیشن راشٹریہ جنتا دل (آر جے ڈی) میں شامل ہو گئے جبکہ آر جے ڈی سے نکالے گئے تین اراکین اسمبلی نے جے ڈی یو کی رکنیت حاصل کر لی۔ مسٹر رجک نے یہاں اسمبلی واقع اسپیکر وجے کمار چودھری سے مل کر اسمبلی کی رکنیت سے متعلق اپنا استعفیٰ نامہ سونپا، مسٹر رجک پٹنہ کے پھلواری شریف (محفوظ) حلقہ سے جے ڈی یو کے رکن اسمبلی منتخب کئے گئے تھے۔ اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دینے کے بعد مسٹر رجک آر جے ڈی میں شامل ہو گئے، وہیں آر جے ڈی نے گذشتہ چھ ماہ سے پارٹی مخالف سرگرمیوں میں شامل ہونے کے الزام میں پارٹی کے قومی صدر لالو پرساد یادو کی ہدایت پر چار اراکین اسمبلی کو نکال دیا۔ جن اراکین اسمبلی کو آر جے ڈی سے باہر کیا گیا ہے ان میں پاتے پور سے مسز پریما چودھری، گائے گھاٹ سے مہیشور یادو، کیوٹی سے فراز فاطمی اور سہسرام سے اشوک کمار شامل ہیں۔

سود معاملے میں سپریم کورٹ نے کی مرکز کی سرزنش

سپریم کورٹ نے بینک قرضوں پر لاک ڈاؤن مدت کی بقایا ماہانہ قسط کے سود پر روک سے متعلق عرضی پر مرکزی حکومت کے دو قدم آگے اور چار قدم پیچھے والے رویہ پر سخت سرزنش کی اور کہا کہ حکومت اس معاملے میں ریزرو بینک کی آڑ نہ لے۔ جسٹس اشوک بھوشن، جسٹس آر سبھاش ریڈی اور جسٹس ایم آر شاہ پر مشتمل ڈویزن بینچ نے کہا کہ مرکز کو چاہئے کہ وہ آر بی آئی کی آڑ لینا چھوڑے اور اپنا موقف واضح کرے۔ بینچ نے کہا ''آپ (مرکزی حکومت) اپنا موقف واضح کریں۔ ڈیزاسٹر منیجمنٹ ایکٹ کے تحت قدم اٹھانا آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ کے پاس وافر حقوق ہیں۔ آف صرف آر بی آئی پر انحصار نہیں کر سکتے ہیں''۔ بینچ نے مرکزی حکومت کی اس وقت سرزنش کی جب سالیسیٹر جنرل تشار مہتا نے کہا کہ بینکنگ ادارے بھی پریشانی میں ہیں۔ بینچ اس پر سخت ناراض ہو گئی۔ عدالت نے کہا ''یہ صرف کاروباری مفادات کا خیال رکھنے کا وقت نہیں ہے؛ بلکہ آپ کو لوگوں کی حالت زار پر بھی غور کرنا چاہیے'' سالیسیٹر جنرل نے حلف نامہ داخل کرنے کے لئے ایک ہفتے کا وقت طلب کیا، جسے انہوں نے تسلیم کر لیا اور کیس کی اگلی سماعت کے لئے ستمبر کی تاریخ مقرر کی۔ (یو این آئی)

موبائل وانٹرنیٹ کے ذریعہ ایمان کی آزمائش

مولانا ندیم احمد انصاری

مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور موت کے بعد اٹھائے جانے یعنی آخرت پر ایمان رکھے، مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا یہ پختہ عقیدہ ہو کہ دنیا کی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی آنے والی ہے اور روزِ قیامت باری تعالیٰ کے حضور ہر ایک کی پیشی ہونی ہے، وہ اللہ جس کا علم تمام ظاہر و پوشیدہ کو محیط ہے، اس سے کسی کا کوئی قول وفعل چھپا نہیں رہ سکتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک! میں آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو، مجھے اس سب کا علم ہے۔ (البقرہ) قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا: اگر تم کوئی بات بلند آواز سے کہو (یا آہستہ) تو وہ چپکے سے کہی ہوئی باتوں کو، بلکہ اور زیادہ چھپی ہوئی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ (طٰہٰ) ایک مقام پر فرمایا: وہ غائب وحاضر تمام باتوں کا جاننے والا ہے، اس کی ذات بہت بڑی، اس کی شان بہت اونچی ہے۔ (الرعد) اور فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان اور زمین کی تمام چیزیں اللہ کے علم میں ہیں؟ یہ سب باتیں ایک کتاب میں محفوظ ہیں، بے شک! یہ سارے کام اللہ کے لیے بہت آسان ہیں۔ (الحج) نیز باری تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر عرش پر استوا فرمایا۔ وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اس سے نکلتی ہے۔ اور ہر اس چیز کو جو آسمان سے اترتی ہے اور جو اس میں چڑھتی ہے۔ اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمھارے ساتھ ہے، اور جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ (الحدید)

اللہ تعالیٰ ہر موقع پر بندے کے ساتھ ہوتے ہیں، بھلے ہی انسان کو اس کا ادراک نہیں ہو پاتا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا: کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اللہ اسے جانتا ہے؟ کبھی تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ایسی نہیں ہوتی جس میں چوتھا وہ نہ ہو، اور نہ پانچ آدمیوں کی کوئی سرگوشی ایسی ہوتی ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو۔ اور چاہے سرگوشی کرنے والے اس سے کم ہوں یا زیادہ، وہ جہاں بھی ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر وہ قیامت کے دن انہیں بتائے گا کہ انھوں نے کیا کچھ کیا تھا؟ بے شک! اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔ (المجادلہ) یہ جو فرمایا کہ قیامت کے دن بتائے گا کہ تم نے کیا کچھ کیا ہے، اس کی وضاحت یوں فرما دی کہ مونہوں پر مہر لگا کر انسان کے اعضا سے پوچھا جائے گا کہ ان سے کیا اعمال کروائے گئے۔ ارشاد فرمایا گیا: آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ کلام کریں گے اور ان کے پاؤں اس کی گواہی دیں گے، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ (سورہ یٰسین) وہ تو قادر و مالک ہے، اس کے لیے کیسے کوئی کام مشکل ہو سکتا ہے، جب کہ اس کی پیدا کردہ مخلوق نے ایسے ایسے آلات ایجاد کر لیے ہیں جن کی مدد سے دور دراز بیٹھے کسی انسان کی حرکات وسکنات پر نظر رکھی جا سکتی ہے۔ فی زمانہ بعض ایسی موبائل ایپ بھی وجود میں آ چکی ہیں، جن کی مدد سے انسان کے قدموں کے اعداد وشمار تک معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ تو خدا کی قدرت کا تو کیا کہنا! اس لیے بندوں کو دھیان رکھنا چاہیے کہ میرا اللہ ہر وقت مجھ پر نگاہ رکھے ہوئے ہے، میرا کوئی قول وعمل ایسا نہیں جس کی اسے خبر نہ ہو۔ باری تعالیٰ کا فرمان ہے: اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں ان وسوسوں کو جو اس کے جی میں آتے ہیں اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں۔ اس وقت بھی جب (اعمال کو) لکھنے والے دو فرشتے لکھ رہے ہوتے ہیں، ایک دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب بیٹھا ہوتا ہے۔ انسان کوئی لفظ زبان سے نکال نہیں پاتا، مگر اس پر ایک نگراں مقرر ہوتا ہے، ہر وقت (لکھنے کے لیے) تیار۔ (ق) اس کے باوجود افسوس ہے ہم گنہ گاروں پر کہ ہم گناہ کرتے ہوئے انسانوں سے تو شرماتے ہیں کہ کوئی ہماری الٹی سیدھی بات نہ سن لے، غلط چیٹ (chat) نہ پڑھ لے، غلط کاری میں ملوث نہ دیکھ لے؛ لیکن اس خداوندِ قدوس سے نہیں شرماتے؛ جس کا ارشاد ہے: یہ لوگوں سے تو شرماتے ہیں، اور اللہ سے نہیں شرماتے، حالاں کہ وہ اس وقت بھی ان کے پاس ہوتا ہے جب وہ راتوں کو ایسی باتیں کرتے ہیں جو اللہ کو پسند نہیں اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ نے اس سب کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (النساء) اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو اور برائی کے بعد بھلائی کرو تا کہ وہ اسے مٹا دے، اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔ (ترمذی)

اس تمہید کے بعد عرض یہ کرنا ہے کہ آج ہمارا ایمان موبائل اور انٹرنٹ کے ذریعہ آزمایا جا رہا ہے۔ ہم جلوت میں تو نیک ہوتے ہیں، لیکن خلوت میں ہمارا حال دوسرا ہوتا ہے۔ ہم خدا کی ادنیٰ مخلوق یہاں تک کہ چھوٹے بچوں کے سامنے گناہ کرنے میں تو عار محسوس کرتے ہیں، لیکن اللہ کے سامنے گناہ کرنے سے نہیں ڈرتے۔ ہمارا ماننا تو یہ ہے کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ سب خدا کو معلوم ہے، لیکن پھر بھی تنہائی اور خلوت میں اللہ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہونے سے نہیں چوکتے؟ غلط سائٹس، فحش تصویروں اور نامناسب باتوں میں ہم اس وقت ہرگز مشغول نہیں ہوتے جب ہمارے استاذ، والدین بلکہ کسی کے بھی دیکھ لینے کا اندیشہ ہو، لیکن اللہ کے موجود ہوتے ہوئے سارے گناہ کرتے رہتے ہیں؟ ہم اپنے موبائل کی ہسٹری تو ڈلیٹ کر سکتے ہیں، لیکن اپنے نامہ اعمال کی سیاہی دھونا اس طرح ممکن نہیں؟ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اگر ہم کسی گناہ میں ملوث ہوں اور ہوا کے جھونکے سے پردہ بھی ہل جائے، تو ہم ڈر جاتے ہیں، لیکن اس قادر وقہار کا عرش ہل جائے اس کی ہمیں پروا نہیں ہوتی! ہمیں سماج ومعاشرے میں تو اپنی شبیہ اور امیج خراب ہونے کا ڈر ستاتا ہے، لیکن قیامت کے دن کی رسوائی سے ہم بے فکر ہوئے بیٹھے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا ارشاد ہے: میرے دوستوں میں سب سے قابلِ رشک وہ شخص ہے جو کم مال والا، نماز میں زیادہ حصہ رکھنے والا، اور اپنے رب کی اچھی طرح عبادت کرنے والا ہے، نیز یہ کہ جو خلوت میں بھی اپنے رب کی اطاعت کرے، لوگوں میں چھپا رہے، اور اس کی طرف انگلیوں سے اشارے نہ کیے جائیں، اس کا رزق بہ قدر کفایت ہو، اور وہ اسی پر صبر کرتا ہو۔ پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے چٹکیاں بجائیں اور فرمایا؛ اس کی موت جلدی آئے اور اس پر رونے والیاں کم ہوں اور اس کی میراث بھی کم ہو۔ (ترمذی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا، جس دن اس کے عرش کے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا (۱) عادل بادشاہ (۲) وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا ہو (۳،۴) وہ دو اشخاص جو باہم صرف اللہ کے لیے دوستی رکھیں، جب جمع ہوں تو اسی کے لیے، اور جب جدا ہوں تو اسی کے لیے (۵) وہ شخص جس کو کوئی منصب اور جمال والی عورت زنا کے لیے بلائے اور وہ یہ کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، اس لیے میں ایسا کام نہیں کر سکتا (۶) وہ شخص جو پوشیدہ صدقہ دے، یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہو کہ اس کے داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا (۷) وہ شخص جو خلوت میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جائیں۔ (بخاری)

ان احادیث وآثار سے معلوم ہوا کہ ہر انسان کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور تنہائی میں بھی یہ تصور قائم رہنا چاہئے کہ ہماری ہر حرکت پر اللہ کی نظر ہے، اس لئے موبائل وانٹرنیٹ پر مخرب اخلاق اور فحش باتوں کو سننے اور دیکھنے سے گریز کرنا چاہئے اور دل کو اللہ کی طرف متوجہ کر کے ذکر وتسبیح سے ایمان میں تازگی پیدا کرنی چاہئے۔

لڑکیوں کی کم ہوتی تعداد پر معاشرہ کی بیداری ضروری

عارف عزیز بھوپال

مرد وعورت کے بگڑتے تناسب کے پیچھے ماں کے پیٹ میں پل رہی بچی کا قتل بھی اہم سبب ہے۔ اس بگڑتے تناسب کو روکنے کے لئے مالی امداد دینے سے زیادہ ضروری سماج کو بیدار کرنا اور سوچ میں تبدیلی لانا ہے۔ کوکھ میں پل رہی بچی کی پہچان کرانے والے بہت پڑھے لکھے لوگ ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ معاشرے میں بیداری لائیں، لیکن افسوس ایسے لوگ خود اخلاقی زوال کا شکار ہو کر لڑکیوں کے قتل کے راستے کھولتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس کے لئے حکومت ہی سخت قدم اٹھائے، بلکہ ہمیں بچیوں کو کوکھ میں قتل کرنے والوں کے ساتھ اپنے رشتے ختم کرنے ہوں گے۔ ایسے ڈاکٹروں سے دوری بنانی ہوگی جو اس طرح کے کام کرتے ہیں۔ تبھی ان خدشات کا سد باب ہوگا، جو لڑکیوں کی دن بدن بڑھتی کمی سے پیدا ہو رہے ہیں۔

اس مہم کو لے کر کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حکومت جب تک سخت قانون نافذ نہیں کرتی تب تک بچیوں کے پیٹ میں مارے جانے کے جرم کو روکنا مشکل ہے۔ اس قتل میں ماں باپ خود شامل ہوتے ہیں۔ قدرت نے جو دنیا کی سب سے محفوظ جگہ بنائی ہے ماں کی کوکھ اُس میں شامل ہے، وہیں اگر بیٹی کا دم گھونٹ دیا جائے تو باقی جگہ اُس کی حفاظت کو لیکر کیا کہا جا سکتا ہے؟ اس کے لئے حکومت کو ان ڈاکٹروں اور میڈیکل اداروں کے خلاف ایسی سخت کارروائی کو یقینی بنانا ہوگا جو سونوگرافی کے ذریعہ کوکھ میں لڑکا یا لڑکی کی ناجائز طریقے سے شناخت کر کے اس کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ ملک کے پندرہ اضلاع ایسے ہیں جہاں مرد اور عورتوں کا اوسط تناسب سب سے خراب ہے، ان میں اکیلے ہریانہ کے نو اضلاع ہیں۔ ہریانہ کے علاوہ پنجاب کے گیارہ اضلاع کو اس مہم کے دائرے میں لایا جا رہا ہے۔ ان دونوں صوبوں میں لڑکیوں کا اوسط تناسب کافی کم ہے۔ اس معاملے میں سپریم کورٹ نے بھی کچھ عرصہ پہلے ہریانہ میں لڑکیوں کے گھٹتے اوسط پر گہری تشویش کا اظہار کیا تھا۔ اس نے ہریانہ حکومت سے کہا کہ پیٹ میں بیٹیوں کے قتل سے متعلق تمام ایک سو دو مقدمات پر چار ماہ کے اندر کارروائی پوری ہو جانی چاہئے، لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا، کسی کو معلوم نہیں، ہریانہ حکومت کی طرف سے پیش کی گئی رپورٹ میں تمام اکیس اضلاع میں لڑکیوں کے اوسط میں سال بہ سال کمی درج ہو رہی ہے۔ سپریم کورٹ نے اسے پوری تہذیب وتمدن کے لئے خطرناک قرار دیا ہے۔ دو ہزار گیارہ کی مردم شماری کے مطابق ہریانہ میں عورتوں کی تعداد ایک ہزار مردوں کے مقابلے میں آٹھ سو تہتر عورتوں کے ملکی اوسط سے بہت کم ہے۔

ہریانہ میں نارنول کے اردگرد کے ساٹھ گاؤں میں گزشتہ ایک سال میں ایک بھی لڑکی پیدا نہیں ہوئی۔ کیا یہ محض اتفاق ہے یا اس کے پیچھے بھی وہی قاتل ذہنیت کام کر رہی ہے جو بیٹیوں کو دنیا میں آنے سے پہلے ہی موت کی نیند سلا دیتی ہے۔ لہٰذا لڑکیوں کی آبادی بڑھانے کے لئے مالی مدد دینے سے زیادہ ضروری سماج کی سوچ میں تبدیلی لانا ہے۔ جب یہ سماج کسی نہ کسی طرح محنت مزدوری کر کے، بغیر سرکاری مدد کے لڑکوں کو پال لیتا ہے تو لڑکیوں کے معاملے میں اسے کیوں تکلیف ہونے لگتی ہے۔ اس کی وجہ تنگ ذہنیت ہے جو لڑکیوں کو نہ صرف بوجھ سمجھتی ہے بلکہ بوجھ بناتی بھی جا رہی ہے۔ اگر لڑکیوں کے خلاف جرم ہوتے ہیں تو اس کے لئے وہ خود ذمہ دار نہیں ہیں۔ اگر انہیں کوئی اپنی ہوس کا شکار بنا دیتا ہے تو وہ بھی اس معاشرے کا ہی حصہ ہوتا ہے۔ اگر معاشرے میں لڑکیوں کو تحفظ کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس کے لئے یقیناً سماج کے لوگ ہی ذمہ دار ہیں۔

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

پرشانت بھوشن نے اپنے علم اور جرأت سے ججوں اور ملک کو سبق سکھایا ہے: حضرت امیر شریعت

مشہور اور قابل ایڈوکیٹ جناب پرشانت بھوشن نے سپریم کورٹ کی کاروائیوں پر مثالوں کے ساتھ تبصرہ کیا تھا جس پر سپریم کورٹ نے ازخود مقدمہ چلایا، یہ بات ۲۰۰۹ء کی ہے، حالیہ دنوں میں سپریم کورٹ آن لائن شنوائی کرر ہا ہے اور غیر معمولی اہمیت والے مقدمات کی سماعت ہورہی ہے، سپریم کورٹ نے گیارہ سال ٹھنڈے بستہ میں پڑے اس معاملہ کو بھی نمبر پر لے لیا اور جن مثالوں کے ساتھ انہوں نے سپریم کورٹ پر الزام لگائے تھے سماعت کے دوران پرشانت بھوشن اور ڈاکٹر راجیو دھون کے اصرار کے باوجود کسی ایک مثال پر بھی بات نہیں ہوئی اور سماعت مکمل ہوگئی۔ ظاہر ہے ملزم سے پوری بات نہ سننا سپریم کورٹ کے وقار و اعتبار کے شایان شان نہیں ہے۔ یہ بات امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے ایک اخباری بیان میں کہی، انہوں نے یہ بھی کہا کہ عدالتوں کی بے راہ روی پر کتابیں آچکی ہیں اور عدالتوں کے غیر جانبدارانہ رویہ پر انگلیاں اٹھتی رہی ہیں اور پڑھے لکھے لوگوں میں عدالتوں کے جانبدارانہ رویہ پر خوب تبصرے ہوئے ہیں، خود بابری مسجد کیس میں جو فیصلہ سپریم کورٹ کا آیا ہے وہ عدالتی تقاضوں کو پورا نہیں کرتا، عدالت نے مسلم فریق کی تمام بنیادی باتوں کو مانا اور اسکو اپنے فیصلہ میں لکھا اس کے بعد ججوں کی ذمہ داری تھی کہ ان حقائق کی بنیاد پر فیصلہ سناتے، لیکن اپنے خصوصی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ججوں نے فیصلہ کردیا اور بابری مسجد کی زمین ہندو فریق کو دیدی۔ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے یہ بات بھی کہی کہ یقیناً فیصلہ ہوگیا، مگر انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جناب فیضان مصطفیٰ صاحب نے یہ بات کہی ہے کہ مسلم فریق سپریم کورٹ میں وقف کو ثابت نہیں کرسکا، لیکن یہ حقیقت نہیں ہے، اگر یہ بات ہوتی تو جج حضرات اپنے فیصلہ میں اس کا ذکر کرتے اور اپنے فیصلہ کی بنیاد اسی کو بناتے، امیر شریعت نے یہ بھی کہا کہ انہی جیسے معاملات کو جناب پرشانت بھوشن نے اٹھایا اور سپریم کورٹ نے پوری بات سنے بغیر فیصلہ کا وقت دیدیا اب جب فیصلہ کا نمبر آیا تو سپریم کورٹ نے تاریخیں بڑھادیں، جس سے پڑھے لکھے لوگوں نے یہ سمجھا کہ سپریم کورٹ کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ چیف جسٹس کے عہدہ پر رہتے ہوئے سپریم کورٹ کے چار سنئیر ججوں نے بھی چیف جسٹس کے خلاف پریس کانفرنس کی اور اسمیں انہوں نے جو کچھ کہا اسے بھارت جانتا ہے، ان باتوں سے یہ فائدہ تو ہوسکتا ہے کہ ریٹائرمنٹ کے بعد دوبارہ نوکری مل جائے، مگر فیصلوں کا معیار گرتا چلا جائیگا اور عدالتوں پر شبہات کے دائرے گہرے ہوتے چلے جائیں گے۔

پیغام مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت ہماری بنیادی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کی انجام دہی کے طریقوں پر غور و فکر کرتے رہنا اور بہتر سے بہتر وسائل اختیار کرنا بھی ہمارا فرض ہے، نئے آلات کی ایجاد نے دین کی تبلیغ کو زیادہ آسان بنادیا ہے، کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائیل جیسی ایجادات نے دنیا کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے، اور ان آلات کا استعمال کرنے والوں کے لئے پوری دنیا ایک بستی کی شکل اختیار کرچکی ہے، ان آلات کے ذریعہ ہزاروں، لاکھوں انسانوں تک اتنی تیز رفتاری سے باتیں پہونچتی ہیں جس کا تصور بھی ماضی میں نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مصر کی ایک خاتون نے حسنی مبارک کے دور میں بے روزگاری، افلاس، اور غربت کی وجہ سے خودکشی کرنے والوں کی موت سے متاثر ہوکر اپنے ٹیوٹر پر لکھا تھا ''میں احتجاج کرنے کے لئے تحریر اسکوائر جارہی ہوں جن کو آنا ہو میرے ساتھ آئیں''، ان دو جملوں کا یہ اثر ہوا کہ مصر کے لاکھوں لاکھ باشندے تحریر اسکوائر پر جمع ہوگئے اور اس کے نتیجے میں جو خوشگوار انقلاب مصر میں آیا، اس سے ہم سب واقف ہیں مصری خاتون کے دو جملے پھیلے تو پھیلتے ہی چلے گئے اور اس کے ایسے غیر معمولی نتائج سامنے آئے کہ دنیا حیرت زدہ رہ گئی ہم بھی اگر دین کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لئے ان آلات کا استعمال کریں تو ایسے حیرت انگیز نتائج سامنے آئیں گے جن سے دینی و اصلاحی انقلاب برپا ہوگا۔

ان آلات کی اہمیت ہمارے دشمن اچھی طرح سمجھ چکے ہیں اس لئے وہ ان آلات کا بھرپور استعمال اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کررہے ہیں، انٹرنیٹ کے اوپر سینکڑوں ویب سائٹس ہیں جن میں اسلام کے خلاف غلط سلط باتیں موجود ہیں، ہم یہ بات زور وشور سے کہتے ہیں کہ جدید آلات کا استعمال مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کیا جارہا ہے، لیکن اس کے جواب میں اسلام کے تعارف اور اسلامی تعلیمات کے نشر و اشاعت کے لئے کیا کرسکتے ہیں، کیا کررہے ہیں، اس پر ہماری توجہ نہیں ہوتی، اسلام کی انقلاب آفریں تعلیمات اور اس کے موثر ترین پیغام کو عام کرنے کے لئے جدید ٹکنالوجی کا استعمال ضروری ہے اور اسے نظر انداز کرنا کسی طرح صحیح نہیں ہے۔

یوم عاشورہ کے موقع پر قائم مقام ناظم امارت شرعیہ کا قوم کے نام اہم پیغام

امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے یوم عاشورہ اور یوم شہادت نواسۂ رسول سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے موقع پر قوم کے نام اپنے پیغام میں کہا ہے کہ شریعت اسلامی میں ماہ محرم کی بڑی فضیلت اور اہمیت ہے، یہ اسلامی سن ہجری کا پہلا مہینہ ہے، اس کی فضیلت دنیا کے قیام کے وقت سے ہی رہی ہے۔ کئی بڑے اہم اور تاریخ انسانی کے انقلابی واقعات اس ماہ میں واقع ہوئے۔ احادیث مبارکہ میں ماہ محرم کی بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ نے یہاں کے یہودی علماء اور ان کے ماننے والوں کو دسویں محرم کا احترام کرتے اور اس دن کا روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے آج کے دن ہی نجات ملی اور اللہ تعالیٰ نے ظالم اور متکبر بادشاہ فرعون کو اس کی پوری فوج کے ساتھ دریا میں غرق کردیا تھا، اسی فتح کی خوشی میں ہم لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر زندگی نے وفا کی تو آئندہ سال ہم بھی یوم عاشورہ کا روزہ رکھیں گے۔ البتہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دسویں محرم کے روزے کے ساتھ ایک دن اور روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی اہتمام سے عاشورہ کا روزہ رکھا اور کبھی اسے ترک نہیں فرمایا۔

یوم عاشورہ کو اپنے اہل وعیال کو مقدور بھر اچھے سے اچھا کھانا کھلانے کی ترغیب حدیث شریف میں آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل وعیال کے لیے دسترخوان وسیع کرے، اللہ اس کو سال بھر وسعت دیں گے۔ (شعب الایمان)

اسی مہینہ کی دسویں تاریخ کو کربلا کے میدان میں نواسۂ رسول سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا دردناک واقعہ پیش آیا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لخت جگر اور خاتون جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند ہیں، دین کے دفاع اور اس کی حفاظت میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے، کبھی کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کی، نہ کسی کو تکلیف دی۔ صبر و تحمل، اتباع سنت نبوی، دینی حمیت و غیرت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص طور پر عطا کی تھی۔

جب آپ نے یہ محسوس کیا کہ امیر المومنین حضرت معاویہؓ کے بعد خلافت کا دعوے دار ایک ایسا شخص ہے، جو دین اسلام کو اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح باقی نہیں رکھ سکتا، جیسا مطلوب ہے۔ تو آپ نے گوارہ نہیں کیا کہ اسلام کی شکل وصورت کو مسخ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور خاموش رہ جائیں، ان کا قلب ایمان کے نور سے منور تھا اور اعلاء کلمۃ الحق کا جذبہ موجزن تھا؛ اس لیے حضرت حسینؓ نے حق اور انصاف کی حفاظت کے لیے اپنی جان دینا تو گوارہ کیا، مگر باطل کے آگے سرنگوں نہ ہوئے؛ اور اپنے آپ کو اور اپنے احباب واعزہ یہاں تک کہ خواتین اور بچوں کو بھی راہ حق میں قربان کر کے اس بات کی تعلیم دی کہ ہم زندہ رہیں تو خدا کے لیے اور جب جان دیں تو اسی کی راہ میں اور اسی کے دین کی سربلندی کے لیے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ذلت کی زندگی پر عزت کی شہادت کو ترجیح دی اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن تاریخ اور ایک عظیم اسوہ چھوڑ گئے اور جرأت وہمت، صبر وتحمل، عزم واستقلال اور اللہ کے دین کی سرفرازی اور سربلندی کے لیے اپنی زندگی وقف کردینے کا بہترین درس دے گئے۔ آج بھی یہ واقعہ ہمیں پیغام دیتا ہے کہ چاہے ہمیں بڑی بڑی مصیبتوں کو برداشت کرنا پڑے اور عرصۂ حیات تنگ پڑ جائے، مگر ہمیں نہ تو مداہنت سے کام لینا چاہیے اور نہ ہی ذلت کی زندگی کو قبول کرنے کے لیے راضی ہونا چاہیے؛ بلکہ اس بات کا عہد کرنا چاہیے کہ حق وانصاف، اللہ کے دین کی سربلندی اور انسانی اقدار کے تحفظ کے لیے جدوجہد کرتے رہیں گے اور دین کی حفاظت اور ملت کی باعزت زندگی کے لیے اگر مال اور جان کی قربانی دینی پڑے تو اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے؛ اس لیے کہ موت کا ایک دن معین ہے، وہ بہرحال آکر رہے گی، دنیا کی کوئی طاقت اسے ٹال نہیں سکتی۔ اس لیے ہمیں عزم وہمت کے ساتھ حق کی آواز بلند کرنے اور جان ومال کی قربانی دینے کا حوصلہ ہمیشہ رکھنا چاہیے، ہمارے لیے اس کا ایک پیغام یہ بھی ہے کہ ہم کسی پر ظلم نہ کریں اور دین کی سربلندی، اس کی حفاظت اور اس کو اصل شکل میں باقی رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔

مگر افسوس ہے کہ حضرت حسینؓ جس مہم کے لیے نکلے تھے، آج اس کے بالکل برعکس انہیں کا تعزیہ بنا کر دین کو مسخ کیا جارہا ہے۔ یوم عاشورہ میں ڈھول، باجہ، ناچ گانے اور زنجیری ماتم علم وتابوت وغیرہ کے جو طریقے رائج کئے گئے ہیں، وہ صحیح نہیں ہے۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت حسینؓ کی یاد اس طرح منانا کہ ڈھول اور تاشے بجائے جائیں، شراب اور مسکرات پی کر محرمات اور ناجائز امور کا ارتکاب کیا جائے، کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، یہ دین اسلام کے بالکل منافی عمل ہے؛ اس لیے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح نوحہ کرنے اور آہ وبکا سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت کے وقت چہرہ نوچ کر اور گریبان پھاڑ کر رونے سے منع کیا ہے۔ (سنن ترمذی)

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات اور ان کے والد امیر المومنین سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کا المناک واقعہ ان کی حیات میں ہی ہوا تھا، مگر آپ نے کبھی ان کا ماتم نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی اتباع کی توفیق دے۔ (آمین)

مکھیا شمیم اختر خان صدر تنظیم امارت شریعہ بلاک بیرگنیاں ضلع سیتامڑھی کا انتقال

آختہ پنچایت بلاک بیرگنیاں ضلع سیتامڑھی کے مکھیا اور تنظیم امارت شرعیہ بیرگنیاں بلاک کے صدر جناب محمد شمیم اختر خان صاحب ۲۶/اگست کو دہلی میں دوران علاج وفات پاگئے، تدفین کا عمل ان کے آبائی گاؤں چکوا میں انجام پایا، مکھیا شمیم اختر خان صاحب نہایت ہی سنجیدہ، دیندار اور قوم وملت کا درد رکھنے والے بڑے متحرک انسان تھے، قومی، ملی اور سماجی کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے، انہیں خوبیوں کی وجہ سے موصوف اپنے بلاک میں تنظیم امارت شرعیہ کے صدر منتخب ہوئے، اور ضلع کمیٹی سیتامڑھی کے بھی رکن نامزد کئے گئے، ان کی وفات پر حضرت امیر شریعت مدظلہ و دیگر ذمہ داران و کارکنان امارت شرعیہ نے گہرے صدمہ کا اظہار کیا ہے، حضرت مدظلہ نے اس موقع پر جاری اپنے تعزیتی پیغام میں کہا ہے کہ مکھیا شمیم اختر خان مرحوم ایک باہمت اور ملی درد رکھنے والے دیندار مسلمان تھے، سیاسی وسماجی خدمت کے ساتھ دینداری ان کی پہچان تھی، امارت شرعیہ سے ان کا والہانہ تعلق تھا، اور خود مجھ سے بھی بے حد محبت رکھتے تھے، ان کی وفات سے اس علاقہ میں ایک بڑا خلا پیدا ہوا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ پسماندگان کو بھی صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

Volume:60/70, Issue: 34 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

تم تکلف کو بھی اخلاق سمجھتے ہو فراز
دوست ہوتا نہیں ہر ہاتھ ملانے والا
(احمد فراز)

اسلامی ممالک میں نئی صف بندیاں

انجینئر خالد علیگ

گزشتہ کئی سالوں سے ایران اور سعودی عرب کے درمیان کشیدگی نے مشرق وسطیٰ کی سیاست میں ہیجان کی کیفیت پیدا کر رکھی ہے، امام خمینی کے انقلاب کے بعد ایرانی قیادت کو یہ احساس ہونے لگا تھا کہ ایران مسلم دنیا کی قیادت کرنے کا اہل ہے، دوسری طرف سعودی عرب عالم اسلام پہ اپنی اجارہ داری قائم رکھنا چاہتا تھا اور غالباً یہ احساس سعودی عرب اور ایران کے درمیان کشیدگی کی اہم وجہ بنا، ایران میں اسلامی انقلاب سے قبل پہلوی خاندان کی شہنشاہیت قائم تھی جو مغربی دنیا کے کافی قریب تھی، پہلوی خاندان اور مغربی دنیا کے درمیان تعلقات نہایت دوستانہ اور خوشگوار ہوا کرتے تھے اور ایران کو مسلم دنیا میں امریکہ کا سب سے قریبی حلیف تصور کیا جاتا تھا۔ ظاہر ہے ان حالات میں ایران میں حکومت تبدیل کرانے اور یا انقلاب بپا کرانے کے لیے عوام کے اندر امریکہ مخالف رجحان پیدا کرنا لازمی تھا، جو کام امام خمینی نے بہت خوبی سے انجام دیا، ایران میں حکومت کا تختہ پلٹ گیا، خمینی صاحب نے فرانس سے واپس آکر ایران میں کٹر اسلامی نظام قائم کر دیا اور شاہ پہلوی کو ایران چھوڑ کر مصر میں پناہ لینی پڑی لیکن ایران میں انقلاب نے مشرق وسطیٰ کی سیاست میں ایک نئے باب کا آغاز کیا، جس کی بنیاد امریکہ اور اسرائیل کی دشمنی پہ رکھی گئی تھی، ادھر مصر میں ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کی شکست کے بعد سوویت یونین کے خلاف عربوں میں غصہ کی شدید لہر پیدا ہوگئی تھی۔

عربوں کا خیال تھا کہ سوویت یونین نے ۱۹۶۷ء کی جنگ میں عربوں کا ساتھ اس طرح نہیں دیا جس کی توقع کی جاتی تھی یا جس طرح امریکہ نے یہودیوں کا دیا تھا اس اور یہی ان کی شکست کی وجہ ہے، سونے پہ سہاگہ یہ ہوا کہ ۱۹۶۷ء کی جنگ کے چند سال بعد ہی روس کے سب سے بڑے حلیف مصر میں صدر ناصر کا انتقال ہو گیا اور مصر کی قیادت انور سادات کے ہاتھوں میں آگئی جنہوں نے امریکہ کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا، جسکا نتیجہ دنیا کے سامنے ''کیمپ ڈیوڈ ایگری منٹ'' کی شکل میں نمودار ہوا، اس معاہدہ میں عالم عرب کے سب سے طاقتور ملک مصر نے اسرائیل کے وجود کو تسلیم کر لیا تھا۔ اسرائیل اور مصر کے درمیان سفارتی اور تجارتی تعلقات قائم ہو گئے تھے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صدر ناصر عرب ممالک میں امریکہ اور اسرائیل مخالف طاقتوں کے محور تسلیم کیے جاتے تھے۔ سیریا، لیبیا، یمن، لبنان، تیونس، سوڈان، عراق صدر ناصر کو عرب دنیا کا بے تاج بادشاہ مانتے تھے، اس دور میں امریکن دوستوں کی لسٹ سعودی عرب اور خلیجی ممالک تک محدود تھی، لیکن صدر ناصر کے انتقال اور کیمپ ڈیوڈ معاہدہ کے بعد صورت حال یکسر تبدیل ہوگئی، عربوں کا سب سے طاقتور ملک مصر امریکہ کا رفیق بن گیا، اور امریکہ نے دوسرے ملکوں پر ڈورے ڈالنے شروع کر دیے، نتیجہ کے طور پر اردن، تیونس، مراکش اور الجزائر جیسے ممالک میں مغربی اثر بڑھنے لگا، اور عرب دنیا میں امریکہ کے دوستوں کی تعداد بڑھ گئی، دوسری طرف امریکہ مخالف ملکوں نے ایران کے گرد جمع ہونا شروع کر دیا اور دھیرے دھیرے ایران امریکہ مخالف طاقتوں کا لیڈر بن گیا۔

امریکہ اور اسرائیل کو اس خطرہ کا بخوبی احساس تھا، لہٰذا ایران کو کمزور کرنے کی تدابیر ہونے لگیں، بڑی ہوشیاری سے خلیج کی جنگ کا اہتمام کرایا گیا جس میں سعودی عرب نے عراق کا بھرپور ساتھ دیا، مگر خلیج کی جنگ کے وہ نتائج حاصل نہ ہو سکے جس کی امید امریکی خیمہ لگائے بیٹھا تھا بلکہ نقصان یہ ہوا کہ ایران کی عوام کے دلوں میں امریکہ کے مخالف جذبہ اور بھی شدت اختیار کر گیا۔ ایسا نہیں ہے کہ سعودی عرب اور ایران کے درمیان ہمیشہ سے تعلقات اسی طرح کشیدہ رہے ہوں، پہلوی دور حکومت میں دونوں ممالک میں نہایت خوشگوار تعلق تھا، اس کے علاوہ ۲۰۰۷ء میں جب ایران کے صدر احمدی نژاد نے سعودی عرب کا دورہ کیا تو سعودی حکومت نے بہت گرمجوشی سے ان کا استقبال کیا، ایسا لگنے لگا تھا کہ ایران اور سعودی عرب کے درمیان ایک خوشگوار دوستی کے دور کی شروعات ہونے جا رہی ہے لیکن ۲۰۱۶ء میں سعودی عرب میں اپنے یہاں کے شیعہ عالم شیخ نمر النمر کو پھانسی کی سزا سنادی اور تعلقات ایک بار پھر کشیدہ ہو گئے، تہران میں سعودی عرب کے سفارت خانے کو شدید نقصان پہونچایا گیا جس کے نتیجے میں سعودی عرب نے ایران سے سفارتی رشتہ منقطع کر لیا۔ اس کے علاوہ دنیا میں جہاں جہاں شیعہ آبادی تھی وہاں وہاں سعودی عرب کے خلاف مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور دونوں ممالک میں دشمنی مزید بڑھ گئی، اس کے بعد کی صورت حال ساری دنیا کے سامنے ہے۔ عراق میں امریکہ کی فتح اور صدام کی حکومت کے خاتمہ کے بعد وہاں شیعہ حکومت کے قیام نے ایران کے حوصلے بلند کر دیے، اس تبدیلی نے پورے خطے کی سیاسی تصویر بدل دی تھی، صدام سے تو چھٹکارہ مل گیا، لیکن عراق میں ایران نواز حکومت کے قیام نے ایک نئے خطرے کو جنم دیا، سیریا میں پہلے سے بشار الاسد کی حکومت قائم تھی، لبنان میں حزب اللہ ایک طاقتور تنظیم کی حیثیت حاصل کر چکی تھی، ایسی صورت میں اگر عراق میں بھی ایران نواز حکومت قائم ہوتی تو ایران سے لے کر لبنان تک امریکہ اور سعودی عرب مخالف طاقتوں کا جماوڑا ہو سکتا تھا۔ جو امریکی مفاد کے لیے بہت بڑا خطرہ ثابت ہو سکتا تھا، لہٰذا اس خطرہ سے نپٹنے کے لیے بشار الاسد کو اقتدار سے ہٹانے کی مہم شروع ہوئی جس میں سعودی عرب نے کروڑوں ڈالر کی مدد سیریا کے باغیوں پہ صرف کی، ادھر ایران نے بھی یمن میں حوثی قبائل کے ذریعہ باقاعدہ جنگ شروع کر دی، جس کا اصل ہدف سعودی عرب تھا، دونوں محاذوں پر ابھی بھی جنگ جاری ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ایران اور سعودی عرب کے تعلقات اس جگہ پہونچ چکے ہیں جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اور نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ پورا عالم اسلام ایک Vertical Split کے دہانے پر کھڑا ہے۔

ایک طرف سعودی عرب اپنی بالا دستی قائم رکھنے کے لیے اسرائیل تک سے مفاہمت کرنے کو تیار ہے، متحدہ عرب امارات کا حالیہ قدم یہی اشارہ کر رہا ہے، کہ اسرائیل امریکہ پورے عالم عرب پر اپنی بساط بچھا چکے ہیں، چالیں چلی جا رہی ہیں حالانکہ سعودی وزیر خارجہ نے جرمنی میں بیان جاری کر کے صاف کیا ہے کہ وہ اسرائیل سے رشتہ قائم نہیں کریں گے لیکن اس بات پہ یقین کرنا بھی ناسمجھی کے مترادف ہے کہ امارات نے اتنا بڑا اقدم بنا سعودی حکومت کی اجازت کے اٹھایا ہوگا۔ دوسری طرف چین اور ایران کے درمیان بڑھتے رشتے، ایران اور روس کے درمیان پہلے سے موجود قربتیں، سیریا اور لبنان کی موجودہ صورت حال، سعودی عرب اور ترکی کے درمیان بڑھتی کشیدگی، پاکستان اور چین میں تیزی سے بڑھتا بھائی چارہ، ایک ایسی صورت حال کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو پوری دنیا کی تصویر بدلنے کی قدرت رکھتی ہے، اوای سی (OEC) میں اختلافات کی خبریں ہیں اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ترکی یا پاکستان کی قیادت میں ایک نئے اسلامی گروپ کی تیاری ہو رہی ہے، جس کو چین اور روس کی پشت پناہی حاصل ہوگی۔ حالیہ خبر یہ ہے کہ ایران نے امارات کا ایک تیل کا جہاز اپنے قبضے میں کر لیا ہے، ایران امریکہ کے پڑوسی وینزوئیلا کو میزائل فروخت کر رہا ہے جس سے امریکی صدر خاصے ناراض ہیں۔ ویسے بھی ان کو نومبر کا الیکشن جیتنا ہے، جس کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں۔ سیاست اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے اور سیاسی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے جنگ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

اعلان برائے وظیفہ بیوگان ومحتاجان

امارت شرعیہ سے ہر سال بیوگان ومحتاجان کو ماہانہ وظیفہ دیا جاتا ہے، ہر سال محرم الحرام کے مہینے میں ان وظائف کی تجدید ہوتی ہے، جس کے لیے دفتر نظامت میں درخواست دینی پڑتی ہے، سال ۱۴۴۲ھ میں وظیفہ حاصل کرنے کی خواہش مند تمام قدیم وجدید بیوگان ومحتاجان کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دفتر نظامت امارت شرعیہ سے فارم برائے وظیفہ حاصل کر لیں اور اس کو پُر کر کے اپنے آدھار کارڈ اور بینک پاس بک کے پہلے صفحہ (جس میں اکاؤنٹ نمبر، نام اور آئی ایف سی کوڈ صاف صاف تحریر ہو) کی فوٹو کاپی لگا کر ۳۰؍محرم ۱۴۴۲ھ تک جمع کر دیں۔ فارم پر اپنے علاقہ کے نقیب/نائب نقیب اور قاضی شریعت سے ضرور تصدیق کرا لیں۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
رابطہ اور واٹس اَپ نمبر Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)